SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 11, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifteen minutes past ten in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما اصا ب من مصیبتہ الا با ذن اللہ ومن یومن با للہ یھد قلبہ واللہ بکل شی علیم O و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علٰی رسولنا ا لبلٰغ المبینO اللہ لا الہ الا ھو و علی اللہ فلیتوکل المومنون O

ترجمہ . کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر خدا کے حکم سے اور جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور خدا ہر چیز سے باخبر ہے اور خدا کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم منہ پھیر لو گے تو ہمارے پیغمبر کے ذمہ تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے۔ خدا(جو معبود برحق ہے اس) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ تو مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman : Question Hour. Question No.2, Aftab Ahmed Sheikh

Sahib.

+ 2. *Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the decision taken by the Finance Division regarding continuation of 20% Secretariat allowance for the employees of National Oilseed Development Project (NODP) now Pakistan Oilseed Development Board (PODB);

(b) whether the decision of Lahore High Court, Rawalpindi Bench in WP No. 124/93 regarding 20% Secretariat Allowance has been implemented on NODB (Water Management Employees) now merged in PODB, if not, its reasons; and

(c) whether the decision of Supreme Court of Pakistan regarding 20% Secretariat Allowance in Civil Petitions No.44, 45, 20, 394 to 417 of 1998 has also been implemented on the employees of PODB, if not, its reasons?

Mian Abdul Sattar Laleka: (a) Finance Division have intimated that Secretariat Allowance has been abolished and the question of grant of Secretariat Allowance/Personal Allowance at this stage dows not arise.

(b) National Oilaseed Development Project (NODP) was not the party in this case. Therefore this is not applicable on NODP/PODB.

(c) Pakistan Oilseed Development Board (PODB) was not a party in this case.

Mr. Chairman: Supplementary question.

جناب تاج حیدر ، جناب اس میں جو معزز سینیٹر نے سوال کیا ہے basically it is about some allowances but I request your permission to digress a little because the National Oil Seed Development Project, this is a project of national importance and specially relevant to the province of Sindh and Balochistan. سندھ میں ہم نے ایک

+ Deferred from 30th April, 1999

بھی بنائی تھی جس کا major کام یہ تھا کہ وہ پام آئل، کوکونٹ Coastal Development Authority آئل، oil seed کی development سندھ کے ڈیلٹائی علاقوں میں کریں۔ اب مجھے خبر ملی ہے کہ بلوچستان میں بھی ایسا کچھ ہوا۔

میں وزیر صاحب سے یہ دریافت کروں گا اپنے knowledge کے لیے اور ظاہر ہے کہ یہ televise ہوتا ہے تو شاید وزیر صاحب اس طرح پوری قوم کو بھی بتا سکیں گے بہتر طور پر کہ یہ جو صوبائی ادارے ہیں Coastal Development Authority وغیرہ، ان کے ساتھ مرکزی حکومت کا کس قسم کا coordination ہے، کیا support انہیں دی جا رہی ہے؟

میاں عبدالستار لالیکا: جناب گو کہ اس کیلیمیٹری کا اس سے تعلق نہیں بنتا لیکن میں جواب انہیں دے دیتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جو سندھ میں Coastal Development Authority بنی ہے اس کے ساتھ ہمارے ادارے PODP(Pakistan Oil Development Board) کا رابطہ ہے۔ اس دفعہ ہم نے تین لاکھ کے قریب پودے سری لنکا سے اور کوئی ڈیڑھ لاکھ پودے ملائشیا سے منگوائے ہیں، جن کی نرسری ہم نے دو جگہ پر لگائی ہے، ایک صوبہ سندھ میں ٹھٹھہ کے قریب اور دوسرے حب، بلوچستان میں۔ وہاں ان پودوں کی نگہداشت کی جا رہی ہے۔ جب یہ پودے کچھ بڑے ہو جائیں گے تو ان کو وہاں کے زمینداروں میں تقسیم کیا جائے گا تا کہ وہ پام آئل کی کاشت کو فروغ دے سکیں۔

ان نرسریز کے اوپر جتنے اخراجات ہیں وہ وفاقی حکومت برداشت کر رہی ہے۔ ان پودوں کی درآمد پر جتنا خرچہ ہوا ہے وہ بھی وفاقی حکومت کر رہی ہے۔ یہ Coastal Development Authority کے تعاون سے کاشت کاروں میں بھی تقسیم کیے جائیں گے اور کوشش کی جائے گی کہ اگر کوئی ادارہ ان کو اپنی زمین پر لگانا چاہے تو ہم ان کو بھی دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی جناب حبیب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ جانتے ہیں کہ Oil Seed Development Pakistan Agriculture میں ریڑھ کی ہڈی کی حثیت رکھتی ہے۔ جتنی نئی اقسام سامنے آتی ہیں یا جو already discovered varieties ہیں آئل سیڈ کے حوالے سے، پام آئل ہوا، سیلیکو رنیا ہے، یہ ہمارے ملک کی مجموعی ترقی میں اہمیت کی حامل ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان میں اختر مینگل کی حکومت کے دوران Balochistan Coastal

Authority قائم کی گئی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ صوبائی ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ کو project کرے تاکہ وہ ساحلی بیلٹ جو 740 کلومیٹر ایریا پر مشتمل ہے اور پورے ساحلی بیلٹ میں ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ ناپید ہے، اس میں یہ کوشش ہو رہی تھی کہ سیلیکورنیا کو اس علاقہ میں introduce کیا جائے۔ جناب آپ کو اور وزیر موصوف کو بھی بڑی اچھی طرح علم ہے کہ سیلیکورنیا کی کاشت چند ایکڑ میں کی گئی جس نے بڑے اچھے نتائج دیئے۔ Agricultural Development ہو ہی نہیں سکتی جب تک ساحلی بیلٹ میں ایک میرانی ڈیم اور دوسرا ہنگول ڈیم کے قریب کوئی ایسا طریقہ کار اپنایا جائے جو سمندر کے پانی کو فراہم کرے، کیونکہ سیلیکورنیا واحد oil seed ہے جو سمندر کے پانی سے سیراب ہوتا ہے اور اس کی فی ایکڑ پیداوار انتہائی زیادہ ہے۔ یہ بہت ہی نفع بخش منصوبہ ہے۔ اس سلسلے میں سمندر کے پانی کو ساحلی بیلٹ میں استعمال کرنے کے لیے، اس کو project کرنے کے لیے مرکزی حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں اور Coastal Development Authority کے ساتھ کیا تعاون کیا۔ اس سلسلے میں ذرائع ابلاغ کو انہوں نے کس حد تک استعمال کیا اور practically کس حد تک انہوں نے ساحل پر کام کیا؟

جناب چیئرمین: وزیر خوراک و زراعت۔

میاں عبدالستار لالیکا : جناب جہاں تک سوال سیلیکورنیا کی کاشت کا ہے تو وہ انتہائی brackish water میں کی جاتی ہے اور ایک خاص لیول سے زیادہ اگر brackish پانی ہو تو اس میں سیلیکورنیا کی کاشت نہیں ہو سکتی۔ وفاقی حکومت نے یہ کام شروع کیا۔ وفاقی حکومت کے پاس وہ تمام ٹیکنالوجی موجود ہے جس سے کوئی بھی کاشت کار یا ادارہ اگر اس کی نشوو نما کے لئے کام کرنا چاہے گا تو ہم انہیں نہ صرف اس کی ٹیکنالوجی اور ماہرین کی خدمات دے سکتے ہیں بلکہ ان کو اس کی مارکیٹنگ کے لیے بھی تعاون فراہم کر سکتے ہیں۔

اس کی دو چیزوں کی مارکیٹنگ ہوتی ہے۔ ایک تو سیلیکورنیا plant کی ٹپس بڑے مہنگے داموں سلاد کے طور پر استعمال ہوتی ہیں ترقی یافتہ ملکوں میں اور دوسرا اس کے بیج آئل سیڈ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس تمام ٹیکنالوجی موجود ہے لیکن وفاقی حکومت اپنے طور پر اس کی بڑے پیمانے پر کاشت خود نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی فرد یا افراد یا ادارہ اس کی کاشت کرنا چاہے گا یا اسے بڑھانا چاہے گا تو ہمارے پاس اس کے لیے ہر قسم کی امداد کے لیے سہولت موجود ہے۔

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان: میرا جناب ضمنی سوال ہے کہ جو آئل سیڈ پودے منگوائے گئے ' اس پر کتنی لاگت آئی ہے اور یہ کیا ٹینڈر کے ذریعے آپ نے درآمد کئے تھے یا ویسے گورنمنٹ کے through خود منگوائے ہیں؟

میاں عبدالستار لالیکا: ان پر لاگت جی کوئی پچاس سینٹ فی پودا آئی ہے۔ یہ پودے ہمیں ملائیشیا کی حکومت کی مہربانی سے ملے ہیں کیونکہ ان کی پالیسی نہیں ہے کہ ان کو برآمد کرے۔ یہ انہوں نے as a friendly gesture ہمیں دوست اسلامی ملک سمجھتے ہوئے دیئے ہیں ورنہ ان کی پالیسی میں یہ شامل نہیں ہے کہ وہ بیرون ملک ان پودوں کی برآمد کرے۔

جناب محمد زاہد خان: جناب میں نے cost کا پوچھا ہے اور کیا یہ پودے کسی اور ملک میں نہیں ہیں؟ کیوں آپ اس کا احسان لے رہے ہیں؟

میاں عبدالستار لالیکا: یہ بالکل احسان ہے جی ملائشین گورنمنٹ کا کیونکہ ان کی ٹیکنالوجی اتنی advanced ہے' ان کی research اتنی advanced ہے کہ ملائشیا کے معیار کے پام آئل کے پودے شاید کہیں دستیاب نہ ہوں۔

جناب محمد زاہد خان: نہیں یہ کسی اور ملک میں ہے کہ نہیں۔ میں نے یہ سوال پوچھا تھا۔

Mr. Chairman: Next Question 186, Iqbal Haider Sahib.

186. *Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the quantity of wheat imported by the Government during the current fiscal year;

(b) the procedure adopted for import of each consignment of the said wheat;

(c) the FOB price at which each of the said consignment of the wheat was imported; and

(d) the names of the exporters/suppliers and the name of the country of origin of the wheat?

Mian Abdul Sattar Laleka:

Quantity in million tons

(a)	(i)	2.034	(Commercial basis)
	(ii)	0.300	(US donation)
		2.334	

(b) On the advice of MINFAL, Minister Trade PAREP Washington floated simultaneous tenders of Australian, Canadian and US Wheat. Bids received were evaluated by a Tender Committee Comprising senior officers of PAREP Washington and its recommendation on lowest landed cost basis, for award of contracts were approved by our Ambassador in USA.

(c)

Consign-ment No.		Country of Origin	Qty. in Mil. tons.	FOB $ PMT
1.	(i)	USA	294,186	101.74
	(ii)	Australia	193,085	105.75
			487,271	103.33 (Average)
2.	(i)	Australia	200,000	102.19
	(ii)	USA	100,000	95.55
			300,000	100.00 (Average)
3.	(i)	USA	399,310	111.09
	(ii)	Canada	100,000	104.50
			499,310	109.77 (Average)
4.	(i)	Australia	200,000	120.50

(ii)	Canada	50,000	114.90
		250,000	119.38
			(Average)
5.	Australia	200,000	122.50
6.	Australia	297,942	124.25
	Total:	2,034,523	111.37

(d)	Name of Exporter Suppliers		Country of Origin
(i)	Australian Wheat Board (AWB).		Australia
(ii)	Canadian Wheat Board (CWB).		Canada
(iii)	(a)	M/s Cargil Inc.	USA
	(b)	Columbia Grain International.	USA
	(c)	Sufflet USA.	USA
	(d)	Louis Dreyfus Corp.	USA
	(e)	Continental Grains Company.	USA
	(f)	United Grains Co.	USA

Mr. Chairman: Supplementary question. Nasreen Jalil Sahiba.

بیگم نسرین جلیل : میں پوچھنا چاہ رہی تھی کہ آج کل کی جو wheat کی procurement ہے وہ 240 روپے ہے اور فلور ملز they are buying directly from the growers. Does the price ہے وہ ... Minister envisage short fall of wheat, particularly in Sindh. اور short fall ہے۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب چیئرمین! اس دفعہ ہماری گندم کی پیداوار دو وجوہات کی بنا پر پچھلے سال سے بہتر رہے گی۔ پہلی یہ ہے کہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جواب تو سن لیں۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ موصوف سینیٹر صاحب کم علمی کا بار بار اظہار کرتے ہیں ' اگر چپ رہیں تو پردہ رہ جائے گا، لوگوں کو پتا نہیں چلے گا۔

جناب چیئرمین۔ جواب سن لیں۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب گزارش یہ ہے کہ ایک تو جب گندم کی کاشت کا وقت تھا اس وقت بارشیں نہیں ہوئیں۔ اس سے یہ ہوا کہ وہ علاقے جن میں دھان کی کاشت ہوتی ہے اور وہ بڑے وسیع علاقے ہیں' وہاں بروقت گندم کاشت ہوگئی۔ دوسرا یہ کہ بارانی علاقوں میں گو دیر سے بارش ہوئی لیکن ماہ جنوری کے دوران بارش ہوگئی اور تیسری بات یہ ہے کہ اس دفعہ ہمارا موسم سرما کافی لمبا رہا یعنی اپریل کے آخر تک یا آپ کہہ لیں 25 اپریل تک جو موسم تھا وہ یکدم گرم نہیں ہوا۔ اس سے ہمارے گندم کے دانے کا جو size ہے وہ ---------------

Mr. Chairman: Please, Zahid Khan Sahib.

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب اللہ نے انہیں سینیٹر بنا دیا ہے ' اللہ ان کو تمیز بھی دے دے جی۔ جناب گزارش یہ ہے کہ اس سے ہماری پیداوار بہتر ہوئی ہے۔ معزز سینیٹر محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ زاہد خان صاحب کے بارے میں تو کیا کہوں۔ اب پچھلے سال ہماری سندھ میں جو procurement تھی وہ 5 مئی تک دو لاکھ بارہ ہزار ٹن تھی ۔ اس سال اللہ کے فضل و کرم سے 5 مئی تک ہماری procurement چار لاکھ ساٹھ ہزار ٹن ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ نہ صرف ہم اپنا target بھی achieve کرلیں گے بلکہ صوبہ سندھ میں target سے کچھ آگے ہی جائیں گے ۔ چھ لاکھ ٹن ہمارا target ہے۔

جناب چیئرمین۔ تاج حیدر صاحب ۔ تاج حیدر صاحب ' پھر اس کے بعد۔

جناب تاج حیدر ۔ ہر سال ہم دو سے اڑھائی ملین ٹن کے قریب گندم باہر سے درآمد کر رہے ہیں ۔ اب یہ پڑوسی ملکوں کی ضرورت پوری ہو رہی ہے یا جو بھی ہے that is a kind of import that we are making اور اگر دیکھا جائے تو اس میں FOB rates دیئے ہوئے ہیں' ان میں freight کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن میں اپنی معلومات کی بنیاد پر عرض کرتا ہوں اور اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو Minister صاحب اس کی تصحیح فرما سکتے ہیں۔ 20 سے 25 dollar فی ٹن اس پر freight آتا ہے اور اس

طریقے سے یہ figures کوئی 55- 60 million dollar کے قریب پہنچ جاتی ہے جو ہم اس وقت گندم کی import پر دے رہے ہیں۔ بہرحال اگر total imports and exports کو دیکھا جائے تو 2 - freight 1.8 billion dollar تک figure جاتی ہے ۔ پہلے ایک طریقہ تھا کہ Pakistan National Shipping Corporation کو right of refusal دیا جاتا تھا یعنی ہم freight پر tender کرتے تھے اور ان rates پر اگر Pakistan National Shipping Corporation اپنے جہازوں پر یا charter کئے ہوئے جہازوں پر گندم لانے کو تیار ہو تو Pakistan National Shipping Corporation کو ٹھیکہ دیا جاتا تھا جس سے ہماری دولت ملک کے اندر رہتی تھی۔ صرف 5 million dollar میں ہم دو جہاز خرید سکتے ہیں' یہ position ہے۔ اب وہ طریقہ discontinue کر دیا گیا ہے اور باہر کی shipping companies کو ہم سالانہ 1.8 billion dollars کے قریب export اور import پر freight دے رہے ہیں۔ کیا Minister صاحب اس طریقے کو revise کرنے پر غور کریں گے کہ Pakistan National Shipping Corporation کو right of refusal دیا جائے' نہ صرف wheat کی import میں بلکہ چاول کی export میں اور cotton کی export میں اور جو بھی ہے۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب محترم سینیٹر صاحب نے بڑا تفصیلی سوال پوچھا ہے۔ میں اس کا تفصیل سے ہی جواب دوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہم نے 2 million ton گندم import کی ہے۔ جب پچھلی حکومت اقتدار چھوڑ کر گئی تو اس وقت wheat کی اتنی short fall تھی کہ ہمیں 4.8 million ton گندم import کرنی پڑی لیکن وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے جب 3 اپریل ' 1997 کو زرعی package دیا تو اس کے نتیجے میں ہماری گندم کی پیداوار 16 million ton سے بڑھ کر 19 million ton ہوئی اور اس وجہ سے ہمیں گندم کم درآمد کرنا پڑی۔ معزز سینیٹر تاج حیدر صاحب نے دوسرا سوال freight کے متعلق پوچھا ہے۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ان کی معلومات کے لئے میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1994-95 میں freight average per ton was 32.6 dollar اور اس سال freight average per ton 13.5 dollar per ton ہے۔ اس طریقے سے 1994-95 کے مقابلے میں ہمارا freight 13.5 پر گیا ہے اور ہم نے تقریباً دو ارب روپیہ freight کی مد میں حکومت کا save کیا ہے۔ جب ہم ٹینڈر کرتے ہیں ' freight کا علیحدہ ٹینڈر کرتے ہیں and whosoever is the lowest, he is

awarded the contract. Thank you.

Mr. Chairman: The other question asked was that are you willing to consider this right of refusal to National Shipping Corporation.

Mr. Abdul Sattar Laleka: Sir, we go by the rule, whoever is the lowest.

Mr. Chairman: Iqbal Haider Sahib.

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! جواب میں لکھا ہے کہ کسی بھی گیہوں کی قیمت کی درآمد میں 101 dollar ہے یا انہوں نے زیادہ سے زیادہ 120 or 126 dollar per metric ton اس سال گیہوں درآمد کی ہے۔ ان سے میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے 220 dollar per metric ton ابھی حال ہی میں گندم کی درآمد کے لئے contract کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آیا صوبائی حکومتیں directly وفاقی حکومت کی اجازت کے بغیر اس طرح سے گندم درآمد کر سکتی ہیں اور کیا وجہ ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے 220 dollar یعنی دو گنا سے بھی زیادہ contract کیا ہے اس کی کیا توجیح ہے کیا یہ kick back میں شامل نہیں ہوتا۔

جناب عبدالستار لالیکا۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وفاقی حکومت گندم درآمد کرتی ہے اور چونکہ درآمدی گندم کی قیمت عموماً جو ملک کے اندر گندم پیدا ہوتی ہے اس سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے حکومت نے جو issue price مقرر کی ہوتی ہے۔ چونکہ درآمدی گندم کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو جو issue price میں differential ہوتا ہے وہ تو وفاقی حکومت برداشت کرتی ہے لیکن بندرگاہ سے لے کر صوبے تک پہنچانے میں جو خرچہ آتا ہے وہ متعلقہ حکومت کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ صوبہ سرحد کی حکومت پچھلے سال ECC میں یہ مسئلہ لے کر آئی کہ وہ خود گندم درآمد کرنا چاہتے ہیں۔ ای سی سی نے انہیں گندم درآمد کرنے کی اجازت دے دی۔ ابھی تک صوبہ سرحد کی حکومت نے وفاقی حکومت سے گندم کی درآمد کے لئے کوئی foreign exchange نہیں مانگا کیونکہ گندم کی درآمد پر نجی شعبے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر انہوں نے کسی نجی شعبے کے ٹریڈر سے یہ گندم خریدی ہے تو وہ صوبائی حکومت کی اپنی صوابدید ہے۔

سید اقبال حیدر۔ یہ کیا منطق ہے کہ وفاقی حکومت 101, 110, 120 dollars میں درآمد کر رہی ہے اور سرحد کی حکومت نے، یہ بات تمام اخبارات میں آئی ہے کہ کھلم کھلا دھاندلی ہوئی ہے، 220 dollars per metric ton پر double سے زیادہ قیمت میں گندم درآمد کرنے کے لئے contract کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ نہیں پہلے تو یہ بتایا جائے کہ انہوں نے گندم کی درآمد کا ٹھیکہ 220 dollar کس بنیاد پر دیا ہے۔ کیا یہ foreign exchange ان کو transfer نہیں کر رہے یہ kick back نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

جناب عبدالستار لالیکا۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ وفاقی حکومت نے تو انہیں اس مد میں کوئی foreign exchange نہیں دیا۔ اگر انہوں نے کسی نجی importer سے گندم خریدی ہے اور سرحد حکومت اسے اپنے خرچے پر فرنٹیئر میں لے گئی ہے تو اس میں وفاقی حکومت کا کیا قصور ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں سوال اصل میں یہ ہے کہ آپ نے تقریباً ۱۰۰ ڈالرز میں import کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ۲۰۰ ڈالرز میں کیا ہے۔ تو یہ بات verify کرنی ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب چیئرمین! اگر انہوں نے ڈالرز میں import کی ہوتی تو لازمی بات یہ تھی کہ وہ وفاقی حکومت کے پاس foreign exchange کے لئے آتے لیکن انہوں نے ابھی تک وفاقی حکومت سے اس مد میں کوئی foreign exchange نہیں لیا۔

جناب چیئرمین: بہرحال اس کی تفصیل معلوم کرلیں۔ جی آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ: جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب نے یہ فرمایا کہ پچھلے دور کی زرعی پالیسی اور اس دور کی زرعی پالیسی کے حوالے سے بڑے بہتر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ بہتر پالیسی کے باوجود کسان بورڈ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۲۲ مئی سے سارے ڈپٹی کمشنرز کے دفاتر کے سامنے وہ دھرنا دیں گے اور ۳۰ جون سے زرعی پالیسی کے خلاف ملک گیر مہم چلائیں گے۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

میاں عبدالستار لالیکا: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ہم تو حقائق اس ہاؤس کے سامنے

رکھ دیتے ہیں۔ جب سابقہ حکومت گئی اس کے بعد ہمیں ۷۲۰ ملین ڈالرز کی گندم درآمد کرنی پڑی۔ جب وزیر اعظم نواز شریف نے زرعی پالیسی دی اس کے بعد ہمارا اس سال ۳۰ اپریل ۱۹۹۹ تک گندم کی درآمد پر کل خرچہ ۱۸۸ ملین ڈالرز ہیں۔ یعنی ۵۲۴ ملین ڈالرز کی صرف گندم کی درآمد کی مد میں بچت ہوئی ہے۔ باقی جو ہم چینی درآمد کیا کرتے تھے۔ ہم نہ صرف چینی میں خود کفیل ہوئے ہیں بلکہ ہم برآمد بھی کر رہے ہیں۔ سابقہ حکومت میں تو یہاں تک بات پہنچ گئی تھی کہ ہم آلو بھی باہر کے ملکوں سے منگواتے تھے۔

جناب چیئرمین: جی نثار خان صاحب۔

جناب نثار محمد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ابھی وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ باہر سے ہم جو گندم لیتے ہیں، اور ملک میں جو گندم پیدا ہوتی ہے اس سے اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ پچھلے سال جب گندم کی قیمت ہم نے بڑھائی تو ہماری import تقریباً آدھی ہوگئی۔ کیا وزیر موصوف یہ recommendation حکومت کو کریں گے کہ گندم کی قیمت بڑھائی جائے تاکہ ہم اس میں خود کفیل ہو جائیں۔ نمبر-۲، میں نے سنا ہے کہ بعض ملکوں میں کاشتکاروں سے حکومت گندم خریدتی ہے اور اس طریقے سے ذخیرہ اندوزی کے مواقع کم ہو جاتے ہیں۔ کیا اس پر وزیر موصوف غور فرمائیں گے۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

میاں عبدالستار لالیکا: جناب چیئرمین! معزز سینیٹر چونکہ زراعت سے بہت واقفیت رکھتے ہیں اس لئے ان کا سوال اچھا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کے علم میں ہے کہ جو پچھلی حکومت تھی وہ اگر گندم کی قیمت بڑھاتی تھی تو صرف ۴، ۵ روپے فی من بڑھاتی تھی۔ وزیر اعظم نواز شریف نے جب گندم کی قیمت بڑھانے کا فیصلہ کیا تو ۱۸۰ روپے فی من سے بڑھا کر ۲۴۰ روپے فی من کر دی۔ یعنی ۶۰ روپے فی من کا اس میں اضافہ کیا۔ اب ہماری حکومت کی پالیسی ہے کہ اس سال جو پچھلی قیمت ہے اسی پر گندم خریدی جائے گی اور حکومت کے مراکز پورے ملک میں قائم کئے گئے ہیں جو کسان کو فوری ادائیگی کرتے ہیں اور اسے بغیر ہراساں کئے اس سے گندم خرید رہے ہیں۔ اس سال گندم کی فصل بہتر ہے۔ ہم اپنے مراکز اس وقت تک کھلے رکھیں گے جب تک کسان گندم لاتے رہیں گے چاہے یہ گندم ہمارے target سے exceed کر جائے۔ حکومت کسانوں کو یہ guarantee دینا چاہتی ہے کہ ہم ان کی تمام پیداوار ۲۴۰ روپے فی من خریدیں گے۔ اس سال خوش قسمتی سے یوریا کھاد کی prices نیچے آئی ہیں تو امید ہے کہ کسان بھائی اس سے کچھ compensate ہوں گے۔

Mr. Chairman: Safdar Abbasi Sahib.

باری باری، کافی ٹائم ہے سب کو موقع مل جائے گا۔ جی شیخ رفیق صاحب۔

شیخ رفیق احمد۔ وزیر موصوف جب سابق حکومت کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی تاریخوں اور مہینوں میں کافی گھپلا سا معلوم ہوتا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت تو نومبر کے پہلے ہفتے میں ختم کر دی گئی تھی تو غالباً" ان کی مراد اس interim government سے ہوتی ہے جو اس اثنا میں اس ملک میں معرض وجود میں آئی تھی اور اس حکومت کے دور میں بوائی کا سارا period گزرا ہے۔ وہ اس پر ذرا وضاحت کے ساتھ بات کیا کریں۔ پچھلی حکومت سے لوگوں میں تاثر پھیلتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت، حالانکہ ان کے contracts سے اور dates کے حساب سے جو پچھلی حکومت مراد ہے وہ interim government ہے جس کے وزیراعظم ملک معراج خالد صاحب تھے۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

میاں عبد الستار لالیکا۔ حضور والا! میں dates کا کوئی فرق نہیں کرتا۔ نہ تو گندم کی فصل ۳ ماہ میں پکتی ہے، نہ گندم کی پالیسی ۳ ماہ میں بن سکتی ہے۔ میں کسی کو defend نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین۔ صرف حکومت تین مہینے میں پکتی ہے۔

میاں عبد الستار لالیکا۔ گو کہ interim government بھی انہی کا چھوڑا ہوا حصہ تھی۔ اگر معراج خالد تھے تو وہ بھی انہی کی وراثت تھے، اگر کوئی اور صاحب تھے تو وہ بھی انہی کی وراثت تھے اور مسلم لیگ کا نہ ان سے کوئی تعلق تھا اور نہ ہے لیکن سابقہ حکومت کی خوبصورتی یہی ہے کہ وہ جو بھی کام کرتے ہیں اس کے نتائج قوم کو دو تین سال تک بھگتنا پڑتے ہیں۔ ان کی زرعی پالیسی کے نتائج ہمیں بھگتنا پڑے۔ ان کی جو پاور پالیسی تھی IPPs کی، اس کی سزا قوم بھگت رہی ہے تو یہ ان کا خاصہ تھا۔ دو تین سال تک ان کے اثرات رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اچھا، جی جناب عبد الرحمٰن صاحب۔ کافی ٹائم ہے۔

حاجی عبد الرحمٰن۔ شکریہ! جناب میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ قبائل کے لئے ۱۷ میں کوٹہ مقرر کیا گیا تھا۔ اب ۱۹۹۸ اور ۱۹۹۹ میں اس میں کچھ کمی ہوئی ہے۔ آیا ان کا کوئی ارادہ ہے کوٹہ بڑھانے کا۔ ہم ان کو یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمیں کم قیمت پر دیں، بڑھی ہوئی قیمت پر کوٹہ بڑھانے کا ان

کا ارادہ ہے یا نہیں۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب جو قبائل کا کوٹہ ہے اس دفعہ ایک special allocation گورنر فرنٹیئر کو دی ہے اور وہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ من کی allocation ہے۔ قبائل میں جہاں بھی کمی ہوگی وہ وہاں دے دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! یہ بات بہت خوش آئند ہے کہ سابقہ ادوار کے مقابلے میں اس وقت ہماری گندم کی import تقریباً 50% کم ہو گئی ہے اور جہاں ۴۰ لاکھ import کرتے تھے اس دفعہ ۲۰ لاکھ ٹن کرنی پڑی۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ روپے کی شکل میں ہمیں imported گندم کس قیمت پر پڑتی ہے۔ ہمیں ۲۴۰ تو معلوم ہے کہ ہم ۲۴۰ دے رہے ہیں۔ Differential کیا ہے اور کیا اس differential سے کسانوں اور کاشتکاروں کی قیمت بڑھانے کا جواز پیدا نہیں ہوتا تھا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ حکومت بہت سے اقدام کر رہی ہے لیکن کیا اس differential کو meet کرنے کے لئے ان کسانوں کا یہ کیس نہیں بنتا کہ ان کسانوں کی گندم کی قیمت بڑھا دی جائے۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب معزز سینیٹر نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ جہاں تک بیرون ملک سے گندم منگوائی جاتی ہے، میں یہ مانتا ہوں کہ اس پر قیمتی زر مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ جہاں تک اس کی قیمت کا سوال ہے تو میں معزز سینیٹر کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ foreign exchange کے علاوہ اس کی transportation پر جو خرچ آتا ہے وہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لئے وزیر اعظم پاکستان نے پہلے ہی سال گندم کی قیمت میں کسانوں کے لئے ۶۰ روپے کا جمپ دیا تھا اور قیمت بڑھانے سے خاطر خواہ نتائج بھی حاصل ہوئے لیکن چونکہ گندم ایک عام آدمی کی خوراک کا مسئلہ ہے تو حکومت کو غریب لوگوں کے مفادات کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ حکومت کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسانوں کو بھی فائدہ ہو اور عام آدمی پر بھی بوجھ نہ پڑے۔ جناب گزارش یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم پانچ چھ یا دس روپے کا اضافہ اس میں دیتے، ہم نے ۶۰ روپے کا اضافہ دیا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں جو کہ معزز سینیٹر نے کہی ہے کہ باہر کی گندم پر زر مبادلہ بھی خرچ ہوتا ہے۔ اس پر بہت سے اخراجات بھی آتے

ہیں۔اس کی ٹرانسپورٹیشن پر بھی خرچ ہوتا ہے ۔ہماری کوشش ہے کہ ہم کسانوں کو بہتر سہولتیں فراہم کریں اور اپنی پیداوار کو بڑھائیں۔ موجودہ حکومت جب برسر اقتدار آئی تو صرف ۱۲ ارب روپیہ کسانوں کو قرضے کی فراہمی کے لئے تھا۔ وزیر اعظم صاحب نے ۱۲ سے اس کو ۳۰ ارب روپے کیا، ۳۰ سے اس کو ۴۰ ارب روپے کر دیا اور آئندہ سال سے وہ اسے ۶۰ ارب روپے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ تمام قرضہ جو ہے یہ کسانوں کو دیا گیا ہے کسی انڈسٹری کو نہیں دیا گیا۔دس لاکھ روپے سے زیادہ کسی کاشتکار کو نہیں دیا گیا۔ ماضی کی حکومت میں ہوتا تھا کہ ڈیری فارم کے نام پر ۵ کروڑ، ۶ کروڑ، وہ بھی ہم وصول کر رہے ہیں لیکن یہ قرضہ صرف اور صرف کسانوں کے لئے ہے اور وزیر اعظم کی ذاتی نگرانی کے تحت انہی میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، صفدر عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب! میرے خیال میں وزیر صاحب کچھ زیادہ ہی پچھلے دور پر زور دے رہے ہیں۔ ڈیری فارموں کا جو انہوں نے ذکر کیا وہ غالباً انہی کے، ۸۵ء کے دور کے ڈیری فارم تھے جنہیں قرضے دیئے گئے۔ جہاںتک ایگریکلچر سیکٹر کو قرضے دینے کا سوال ہے، اناؤنسمنٹ چاہے ۳۰ کروڑ کی کریں یا ۴۰ کی کریں،لیکن آج بھی جا کر یہ گراؤنڈ situation دیکھیں اور وہاں لوگوں سے پوچھیں کہ آپ کو اے ڈی بی پی سے کتنا قرضہ مل رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ اے ڈی بی پی نئے قرضے ایشو کر رہا ہے پرانے قرضے recover کرنے کے لئے ۔ پرانے قرضے recover ہوتے ہیں اور وہ اسی کو renew کرکے ایڈوانس کر دیتے ہیں۔اس سے فگرز کو آپ کہیں پہنچا دیں۔بنیادی بات جو گندم کی ہے، وہ تو حالت سامنے ہے ۔جب ساڑھے چھ روپے کی گندم ملتی تھی ۔ اس دور میں لوگوں نے 20/22 روپے کی گندم خریدی ہے ۔ آج بھی بعض ایسے علاقے ہیں جہاں ۱۱ روپے سے کم گندم نہیں ملتی ۔ جہاںتک ان کا دعوٰی ہے کہ انہوں نے half کیا ہے تو میں اس فلور پر کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اس سال یہ ۴۰ لاکھ ٹن گندم پھر امپورٹ کرنے جا رہے ہیں۔ان کی پالیسز بالکل واضح ہو جائیں گی۔وزیر صاحب یہ کھڑے ہو کر بتا دیں کہ آج ان کے پاس جو procurement کی فگرز آ رہی ہیں، اس حوالے سے موجودہ حکومت آئندہ سال کتنی گندم امپورٹ کرے گی؟

جناب چیئرمین۔ منسٹر فار فوڈ اینڈ ایگریکلچر۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب میں عباسی صاحب کا تفصیل سے جواب دے دوں ۔جناب

گزارش یہ ہے کہ ہمارے دور میں ہم نے پہلی دفعہ یہ پابندی لگائی کہ زرعی بنک سے کسی ایک فرد کو دس لاکھ روپے سے زیادہ قرضہ نہیں ملے گا۔ یہ ایک سوال کر لیں تو میں انہیں تفصیل بتا دوں گا کہ سابقہ دور میں نہ صرف ۲، تین کروڑ تک قرضے دیئے گئے بلکہ قرضے لینے والوں میں حکمران جماعت کے نمائندگان موجود تھے۔ موجودہ حکومت نے کسی سیاسی فرد کو چیئرمین ADBP نہیں لگایا۔ موجودہ حکومت نے بنکاروں میں بہتر آدمی کو چن کر چیئرمین اے ڈی بی پی لگایا ہے۔ ہمارا جو قرض دینے کا نظام ہے وہ بڑا transparent ہے۔ سن تو لیں، مصیبت یہ ہے کہ ہم لوگ فیلڈ میں رہتے ہیں۔ یہ فیلڈ کی رپورٹ ٹیلی فون پر لیتے ہیں۔ میں تو رہتا ہی سارا دن فیلڈ میں ہوں۔ انہوں نے procurement figures پوچھی ہیں تو اب میں تفصیل سے عرض کر دیتا ہوں۔ آپ نے پہلے procurement پوچھی ہے، پھر امپورٹ بھی بتا دوں گا۔ حوصلہ رکھیں۔ میری بات سنیں۔ پچھلے سال پنجاب میں ۵ مئی ۹۸ء تک ۵ لاکھ ۸۰ ہزار ٹن گندم procure ہوئی۔ اس سال ۵ مئی ۹۹ء تک ۱۸ لاکھ ۷۰ ہزار ٹن گندم procure ہو چکی ہے۔ پچھلے سال کے مقابلے میں تین گنا زیادہ procure ہو چکی ہے۔ سندھ میں پچھلے سال ۵ مئی تک ۲ لاکھ ۱۲ ہزار ٹن گندم procure ہوئی تھی۔ اس سال ۵ مئی ۹۹ء تک سندھ میں ۴ لاکھ ۶۰ ہزار ٹن گندم procure ہو چکی ہے۔ تقریباً دوگنی۔ پچھلے سال پاسکو میں تین لاکھ بیس ہزار ٹن ۵ مئی تک procure ہوئی تھی۔ اس سال پاسکو نے چار لاکھ پچاس ہزار ٹن اب تک گندم procure کی ہے۔ پچھلے سال ۵ مئی تک کل procurement گیارہ لاکھ سولہ ہزار ٹن تھی۔ اس سال ۵ مئی تک کل procurement ۲۷ لاکھ اسی ہزار ٹن ہے۔ مجھے نہیں پتا کن مفروضوں کے اوپر معزز سینیٹر یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ چار ملین ٹن سے زیادہ گندم امپورٹ کرنا پڑے گی۔ ہاں ان کے دور کے بعد، ہمیں 4.1 million ton گندم import کرنا پڑی تھی۔ ہماری حکومت کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے دو سالہ tenure میں کسی ایک فرد کو گندم کا پرمٹ جاری نہیں کیا۔ ہم نے پرمٹ صوبوں کو جاری کئے ہیں۔ افواج پاکستان کو کئے ہیں، آزاد کشمیر کو کئے ہیں۔ ان کی طرح ہم نے لوگوں کو سیاسی رشوت کے طور پر جاری نہیں کئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ لیکن آواز کی اونچائی میں آج مقابلہ ہو گیا ہے۔ آج ماشاء اللہ مقابلہ اچھا ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا، ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس دفعہ آپ کے اعداد وشمار کیوں زیادہ ہیں۔ پچھلی دفعہ wet season تھا۔ اس دفعہ dry season ہے اس لئے آپ کے اعداد و شمار پروکیورمنٹ کے زیادہ ہیں۔ یہ جو تین گنا پروکیورمنٹ زیادہ ہے اس کا مطلب ہے کہ ۲۰

لاکھ ٹن سے کم امپورٹ ہونی چاہیئے۔ میں آج بھی ان سے اس وقت یہ پوچھتا ہوں کہ آج کے اعداد و شمار کو سامنے رکھتے ہوئے وزیر خوراک کیا expect کرتے ہیں کہ اس سال وہ کتنی گندم امپورٹ کریں گے ؟

جناب چیئرمین۔وزیر برائے خوراک و زراعت۔

میاں عبدالستار لالیکا ۔ جناب والا ' جا دیتا ہوں ایسی کونسی بات ہے۔ میں تو پچیس سال سے اپنے ہاتھ سے گندم کاشت کرتا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گندم کاٹتا رہا ہوں ۔ میرا کوئی ہاری نہیں ہے ۔ میں تو اپنے ہاتھ سے کام کرنے والا آدمی ہوں ۔ اس لئے میرے اندازے مفروضوں پر نہیں ہیں ۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں ان procurement figures کو مدنظر رکھتے ہوئے پچھلے سال کی نسبت حکومت کو آدھی گندم درآمد کرنا پڑے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ گندم اچھی ہو گی اور اچھی ہو رہی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جناب بلیدی، صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔جناب والا ' میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اصلاحات کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن گندم کی قیمت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ۔ یہاں ۹۲ سے لیکر آج تک تنخواہیں نہیں بڑھی ہیں۔ جو لوگ بیچارے مزدور ہیں وہ ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ گندم خریدیں یا اس کا آٹا خریدیں۔ وہ کس طرح گزارہ کریں گے ؟

نمبر دو یہ کہ انہوں نے جو بلوچستان میں ایگریکلچر لون تین ارب کا کہا تھا' تو ہماری معلومات کے مطابق تو یہ ہے کہ پرانے قرضے وصول کرنے کے لئے یہ show کر رہے ہیں کہ بلوچستان کو اتنا قرضہ دیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب تک یہ صرف زبانی اعلانات ہی ہیں ۔ تو یہ بتائیں کہ اب تک بلوچستان میں کتنے قرضے جاری کئے گئے ہیں؟

تیسرا سوال ٹریکٹر سکیم کے بارے میں ہے اس کی اب تک کی پیشرفت کیا ہے ؟ بتایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ ویسے اس سوال کا اس سے تعلق تو نہیں بنتا لیکن اگر وزیر صاحب جواب دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جی جناب بلیدی صاحب کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔ بلیدی صاحب معزز سینیٹر ہیں تربت سے ان کا تعلق ہے۔ یہ مجھے یہ بتا دیں کہ میرے سوا کبھی کوئی وزیر خوراک ان کے علاقے میں گیا ہے؟ میں دو دن ان کے علاقے میں رہا۔ وہاں بنک والوں کو بلایا۔ وہاں ان کے زراعت کے لوگوں کو بلایا۔ جہاں تک انہوں نے ٹریکٹر سکیم کا پوچھا ہے۔ ان کا بڑا اچھا سوال ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وزیر

اعظم اسی ماہ اس ٹریکٹر سکیم کی قرعہ اندازی کریں گے۔ چونکہ ہم کسی سینیٹر، کسی ایم این اے کو کوئی گرین ٹریکٹر سکیم کا کوٹہ دینے پر یقین نہیں رکھتے۔ عام کسانوں کی درخواستیں لے کر اس پر قرعہ اندازی کریں گے۔ جس کا نام آیا اس کو ٹریکٹر دے دیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ Good۔ جی ڈاکٹر حئی صاحب۔ یہ گرین ٹریکٹر ہے کہ yellow tractor ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب گرین۔

جناب چیئرمین ۔ گرین ٹریکٹر ہے جی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب چیئرمین! شکریہ' میرا وزیر موصوف سے بنیادی سوال ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ ہم خود کفیل ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت ملک بدترین مالی مشکلات سے دوچار ہے اور عام انسان بھی سمجھتا ہے کہ بغیر زراعت کو ترقی دیئے یہ ملک اپنی خود انحصاری کی پالیسی پر جا نہیں سکتا چونکہ صنعت میں ہم اس اسٹیج پر بین الاقوامی دنیا کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ ایک واحد راستہ ہے کہ زراعت کو ترقی دے کر زراعت پر توجہ دے کر ہم اپنے ملک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکتے ہیں اور agro based industry develop کر سکتے ہیں۔ جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ اس حکومت کی طرف سے کوئی ایسا ادارہ موجود نہیں ہے جو کھاد' بیج اور جدید سہولیات کسانوں تک اور زمینداروں تک پہنچائے۔ یہاں ادویات میں ملاوٹ ہے۔ یہاں ہر چیز میں ملاوٹ ہے۔ چیئرمین صاحب! میں تو حیران ہوں کہ کیلے جیسی فصل برباد ہو رہی ہے۔ کپاس اس طرح سے نہیں آ رہی ہے۔ گندم کو یہ کہتے ہیں کہ اس سال اتنے ٹن پوری ہوگی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ ایک اخبار "ڈان" جو ایک معتبر اخبار ہے' اس کے سروے کے مطابق یہ دس ملین ٹن گندم بھی procure نہیں کر سکیں گے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے چیئرمین صاحب! کہ جو ذخیرہ اندوز ہیں' بڑے بڑے مل مالک ہیں خاص طور پر سندھ اور پنجاب میں انہوں نے ابھی سے دوڑ لگانا شروع کر دی ہے اور وہ جو ان کی قیمتیں ہیں 240 اس کے مقابلے میں وہ 260 سے لے کر 300 تک دے رہے ہیں۔ سرائیکی صوبے میں آپ حیران ہوں گے چیئرمین صاحب کہ ان بڑے ذخیرہ اندوزوں نے مل مالکوں نے ابھی سے کھڑی فصلیں خریدی ہیں گندم کی اور کسان کو اس پر تیس روپیہ فی من فائدہ ہو رہا ہے۔ ان کا کاٹنا' ان کا سنبھالنا اور اس کو جمع کرنا سب ان کے ذمے ہے' اس ٹھیکیدار کے' اس مل مالک کے ذمے ہے۔ کیونکہ تیس روپے ان کو گھر میں بیٹھے فائدہ ہو رہا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا

چاہوں گا خدا کے بندے آپ کا بھی تعلق زراعت سے ہے اور ہم حیران ہیں کہ ملک کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ اسی فیصدی لوگ یا ستر فیصدی لوگ زراعت سے منسلک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان دنیا میں سب سے زیادہ زراعت کے حوالے سے بدنام ہو رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم کچھ کر رہے ہیں۔ ہزاروں ٹن کھجور جو تربت میں ضائع ہو جاتی ہے۔ آپ درخت کاٹ رہے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ آپ سوال کریں کھجور کے متعلق۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب والا! سوال سن لینے دیں۔

جناب چیئرمین۔ سوال سن لیں جی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ ایک تو یہ بتائیں کہ یہ جو میں نے ساری باتیں سنی ہیں زراعت کے بارے میں، اگر واقعی یہ حقیقت پر مبنی ہیں اور آپ ملک کی زراعت کو صحیح معنوں میں اداروں کی مدد سے اگر آپ ان کو بیج، کھاد، ٹریکٹر اور دوسری ضروریات اور ادویات مہیا کریں، ان میں ملاوٹ کو ختم کرنے کی پالیسی بنائیں گے۔ یا آپ اس طرح سے صرف باتیں ہی کرتے رہیں گے؟ یہ کمیشن آپ کی حکومت کہتی ہے کہ وہ کھا گیا اور وہ کہیں گے وہ کھا گیا، یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟

جناب چیئرمین۔ جی کب تک جاری رہے گا۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب گزارش یہ ہے کہ جہاں تک معزز سنیٹر عبدالحئی بلوچ صاحب نے یہ کہا ہے کہ زراعت وہ واحد سیکٹر ہے جو فوری طور پر نتائج دے سکتا ہے۔ میں اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ جب ہماری حکومت آئی تو ہم سے پہلے جانے والے لوگوں نے زراعت کا growth rate 0.029% چھوڑا تھا۔ ہم نے ایک پالیسی دی اور اس پالیسی کے نتیجے میں یہ 5.9% تک پہنچایا۔ یہ ہمارے figures نہیں ہیں یہ آئی ایم ایف کے figures ہیں۔ ورلڈ بینک کے figures ہیں۔ غیر ملکی ایجنسیوں کے figures ہیں۔ میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ زراعت وہ واحد سیکٹر ہے جس میں فوری طور پر نتائج آ سکتے ہیں۔ ہماری پوری توجہ زراعت پر ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی جو زراعت کا مستقبل ہے وہ منسلک ہے صوبہ بلوچستان کے ساتھ جہاں وافر زمین بھی موجود ہے، جہاں وافر پانی بھی موجود ہے۔

جناب چیئرمین۔ وافر پانی کہاں ہے وہاں پر۔ وافر پانی کدھر ہے وہاں پر؟ ہمیں تو نظر نہیں

آیا پانی وہاں پر۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب آپ میری گزارش سنیں۔ آپ فاران کی وہلی لے لیں 'مند لے لیں' آپ تربت لے لیں' اتھل لے لیں' لس بیلہ لے لیں' چاغی لے لیں' ان تمام جگہوں پر زیر زمین میٹھا پانی ساٹھ سے ستر feet تک موجود ہے۔ کمی وہاں یہ ہے کہ وہاں کے غریب کاشتکار ہیں ان کے پاس ٹیوب ویل لگانے کے لئے پیسہ نہیں ہے' ٹیکنالوجی نہیں ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ماضی میں صوبہ بلوچستان کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ اگر ہم نظرانداز نہ کرتے تو آج اس ملک کی یہ حالت نہ ہوتی لیکن وزیراعظم نواز شریف صاحب نے فوری طور پر اس پر توجہ دی ہے۔ انشاء اللہ اسی ماہ میں ہم ایک ہزار ٹریکٹر صوبہ بلوچستان کے غریب کاشتکاروں میں تقسیم کریں گے۔ وزیراعظم پاکستان نے 750 million روپے کی لاگت سے ایک ہزار ٹیوب ویل ان علاقوں میں نصب کرنے کا پروگرام بنایا ہے' جس کی قرعہ اندازی اسی ماہ ہو گی۔ اسی طریقے سے ہنگول اور میرانی ڈیم کے منصوبوں کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ اپنے گزشتہ دورہ گوادر میں وزیراعظم پاکستان نے ہنگول ڈیم کی مکمل briefing لی اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان sites کا بھی visit کیا۔ بلوچستان میں پانی بہت ہے۔ تقریباً چھ ملین ایکڑ فٹ پانی ہے' جو بارشوں کے موسم میں پہاڑوں سے بہتے پانی کی شکل میں بہہ کر نہ صرف سمندر میں چلا جاتا ہے بلکہ اپنے راستے میں آنے والی آبادیوں کی ،فصلوں کی بڑی تباہی کرتا ہے ۔ جناب! ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پانی کو کاشت کاری کے لئے استعمال کیا جائے ۔ جیسے کہ معزز سینیٹر حبیب جالب صاحب نے کہا' ضرورت اس بات کی ہے کہ ہنگول اور میرانی ڈیم پر توجہ دی جائے 'ٹیوب ویل لگائے جائیں اور وہاں زراعت کے فروغ کے لئے کام کیا جائے اور موجودہ حکومت اسی پالیسی پر کام کر رہی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ حاجی جاوید اقبال صاحب۔ آپ مختصر سا سوال کریں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب والا! میں وزیر موصوف صاحب سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہمارے وزیر موصوف صاحب بہت بڑے زمیندار بھی ہیں اور ان سے زراعت کے متعلق سوال کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جیسا کہ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ اس سے پہلے جو حکومت تھی ۔ انہوں نے گندم یا آٹے کے پرمٹ دیئے ۔ میں جب سینٹ میں آیا تو میں نے ایک سوال دیا تھا کہ مجھے اس کی تفصیل دی جائے کہ کتنے لوگوں کو 1993-96 تک گندم اور آٹا پنجاب سے سرحد لے جانے کے پرمٹ دیئے گئے۔ اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ میں ان سے یہ بھی پوچھوں گا۔ انہوں نے خود کہا کہ پچھلے سال کے شروع میں

زمینداروں کا convention بلایا تھا تو کیا اس سال ان کا ایسا کوئی پروگرام ہے اور مزید گندم کی خریداری پر حکومت کا کوئی ارادہ کسانوں کو سبسڈی دینے کا ہے یا ان کو مزید مراعات دینے کا ارادہ ہے تاکہ اس سے زراعت میں اضافہ ہو سکے اور ہمیں باہر سے گندم منگوانی نہ پڑے اور مزید زرمبادلہ کی بچت ہو سکے۔ یہ تفصیل سے ان تین چیزوں کا مجھے جواب دیں۔

جناب چیئرمین۔ جی پہلا تو relevant نہیں ہے۔ دوسرے کا جواب سن لیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب والا! پہلا تو بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال جواب مختصر دیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ اور اس میں یہ بھی بتائیں کہ پہلی حکومت نے جو ٹریکٹر خریدے ہیں۔ اس میں کتنے گھپلے ہوئے ہیں۔ ہر چیز کا مجھے جواب دیں۔

جناب چیئرمین۔ اب مختصر جواب دیں۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب والا! معزز سینیٹر صاحب نے ایک بہت اہم سوال کیا ہوا ہے کہ 1993-96 تک کن افراد کو پرمٹ دیئے گئے۔ جناب والا! میری گزارش ہو گی کہ اس سوال کو باقاعدہ اگر آپ next rota day پر لے آئیں تو ہم اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ عباسی صاحب نے جو دوسرا سوال کیا ہے کہ پچھلی حکومت کے دور میں مختلف لوگوں کو یہ جو ٹریکٹر دینے کی سکیم تھی اس میں کیا ہوا؟ جناب اگر یہ سوال next rota day پر لے آئیں تو میں اس کا جواب دوں گا لیکن مختصر عرض کرتا ہوں کہ سینیٹر صاحب نے جو سوال کیا ہے۔ یہ بہت اہم ہے۔ پچھلے دور حکومت میں یہ ہوا کہ کسانوں کے لئے جو ٹریکٹر آئے تھے وہ مختلف نمائندگان میں تقسیم کر دیئے گئے اور پھر اس کے بعد انہوں نے اپنی مرضی سے لیے۔ موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ پنجاب میں ہو، بلوچستان میں ہو، جہاں بھی ہو ٹریکٹر تقسیم کیے جائیں گے۔ وہ بڑے صاف شفاف طریقے سے قرعہ اندازی کے through تقسیم کیے جائیں گے۔ جہاں تک معزز سینیٹر نے کہا کہ ہم نے دوبارہ convention بلانے کا کب پروگرام بنایا ہے تو اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری چاول کی برآمدات میں بہت اچھا اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے چاول کی فصل اور چاول کی برآمدات بہت زیادہ ہوئی ہیں۔ ہمیں بڑی اچھی قیمتیں ملی ہیں۔ باسمتی جو ہمارا export ہوا ہے۔ اس میں ہمیں 1200 to 1400 million dollars فائدہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب! اس سال آپ convention کب بلائیں گے۔ سوال تو یہ ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب! اگلے ماہ جیکب آباد میں ہم ایک rice conference بلا رہے ہیں، جس میں ہم rice millers کو invite کریں گے، exporters کو invite کریں گے، کاشتکاروں کو کریں گے۔

Mr. Chairman: Next question No. 187. Mr. Zahid Khan.

(Question No.187 was deferred.)

جناب محمد زاہد خان۔ جناب میں نے سوال پوچھا تھا کہ یہ جو ڈاکٹر کی پوسٹ تھی اس کو advertise کیا گیا تھا contract پہ لینے کے لئے لیکن جب یہ permanent ہو رہی تھی تب اس کو advertise نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ کیا اس کو دوبارہ advertise نہیں کرنا چاہئے تھا کہ اور بھی candidates اس کے لئے آتے۔ مگر منسٹر صاحب تو ہیں ہی نہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی ہیلتھ منسٹر صاحب کدھر ہیں؟ جی وٹو صاحب فرمائیے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ اس کو آپ defer فرما دیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں یہ technical سوال ہے کیونکہ انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ جب ایک آدمی advertisement کے بعد contract basis پہ employ ہوا تو پھر وہ regular کیسے ہو گیا۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ یہ regular نہیں ہونا چاہئے تھا۔ میں فاضل ممبر صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ irregularity ہوئی لیکن اس کے بعد Board of Governors نے اور انہوں نے اس کو regular appointment کی offer کردی جو اس نے accept کرلی، جوان کا Executive Director ہے اس نے بعد میں گورنمنٹ کو لکھا ہے اور گورنمنٹ نے سارے معاملات کو consider کرنے کے بعد یہی مناسب سمجھا ہے کہ یہ irregularity تو ہے لیکن گورنمنٹ نے اب اس کو undo کرنے کی بجائے اسے approve کر دیا ہے۔ اگر آپ منسٹر صاحب کے آنے تک انتظار کرلیں تو بہتر ہے۔

UN-STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

$14. Mr. Saifullah Khan Paracha: Will the Minister for Food,

@Deferred from 30th April, 1999.

Agriculture and Livestock be pleased to refer to the Senate Unstarred Question No. 3 replied on 11th July, 1995 and state:

(a) the annual details of the activities of PARC and Agriculture Research Institute, Sariab, Quetta from 1995-96 to 1997-98 about honey bees in Balochistan; and

(b) the details of the annual results obtained for pollination in fruit Orchards in Balochistan during the said period?

Mian Abdul Sattar Laleka: (a) PARC is providing technical assistance to Agricultural Research Institute, Sariab Quetta, and Agriculture Extension Department, Balochistan as and when required. However, the activities of these Departments are being undertaken at the provincial level. A project proposal entitled "PARC Co-ordinated Agricultural Project" for maximization of honey production and crop pollination has been approved by PARC and is lying with MINFAL for inclusion in the Prime Minister's Programme 2010.

PARC provided 50 honeybee queens for Balochistan Agriculture Extension Farm in 1996 under hybrid sunflower seed production programme. Directorate General of Agriculture Balochistan was also provided 10 honeybee colonies for pollination trials of sunflower crop grown at Gidder Farm for hybrid seed production in 1988. In addition, two honeybee veils, one smoker, one pollen trap, one hive tool, five queen cages, one queen excluder were given to Director General, ARI, Sariab, Quetta in 1998. Moreover, 5 kg wax comb foundation sheets were provided for ARI Sariab honeybee colonies.

More recently, Mr. Mohammad Ali, Field Assistant Entomology Section, Agriculture Research Institute, Sariab Quetta was imparted training in queen breeding, wax processing and honey packing at Honey bee Research Institute.

breeding, wax processing and honey packing at Honey bee Research Institute. National Agricultural Research Centre, Islamabad for 16 days during April 24 - May 9, 1998.

(b) Pollination trials are being conducted by the staff of ARI Sariab, Quetta and Balochistan Agriculture Extension Department at different localities in Balochistan. Generally the crop yields have increased from 11 to 18% through honeybee pollination. At Uthal, the yield of coconut increased to the extent of 9 to 17% through honeybee pollination.

@16. **Mr. Saifullah Khan Paracha:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to refer to the Senate Unstarred Question No.8 replied on 6th October, 1998 and state:

(a) the details of the sanctuary/breeding centre established by H. H. Sheikh Zayed Bin Sultan Al-Nahyan in district Rahim Yar Khan;

(b) the details of the objectives of the said centre; and

(c) the amount spent so far on this project?

Mr. Sartaj Aziz: (a) So far No sanctuary/breeding centre has been established by H. H. Sheikh Zayed Bin Sultan Al-Nahyan in district Rahim Yar Khan. However, H. H. Sheikh Zayed Bin Sultan Al-Nahyan, President of UAE is planning to develop a sanctuary/breeding centre in district Rahim Yar Khan funded by him.

(b) The main objective of the proposed centre would be the conservation and preservation of Houbara Bustard.

@Transferred from the Food, Agriculture and Livestock Division.

(c) The Government of Punjab has intimated that so far no contribution has been received from any dignitary.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ تو میرا خیال ہے Health Minister کو آنے دیں ' So we will for the Health Minister. This is deferred. - ٹھیک ہے جی۔ قاضی محمد انور صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 10 اور 11 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سرانجام خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر 8 تا 13 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ انور کمال مروت صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر 3 تا 7 مئی تک اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جی جناب مندوخیل صاحب .point of order آپ لوگ روز کرتے ہیں دوسروں کو بھی موقع دیں ۔ .Let everybody share it پہلے یہ' پھر نسرین جلیل ۔ You know people who do normally raise points of order. تو سب کی باری آ جاتی ہے ' .don't worry We have plenty of time. جی مندوخیل صاحب۔

Point of Personal Explanation: Re. Alleged involvement in Default of WAPDA dues.

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ میں اپنے ایک ذاتی point of order پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کل کے اخبار میں آیا ہے کہ مندوخیل صاحب کو' جو بجلی

چوری کی کمیٹی بنائی گئی ہے اس کا ممبر بنایا گیا ہے اور وہ خود بجلی کا نادہندہ ہے۔ جناب یہ fact ا گر آپ سنیں۔ 97ء میں میرا بل ایک مہینے کا 5300/= روپے آیا تھا' میں نے Ex. En کو ٹیلیفون کیا کہ میرے دو کمرے ہیں ایک bed room اور ایک drawing room ہے اور کل چھ ٹیوب لائٹ جل رہی ہیں باقی appliances جو ہیں یعنی استری' ٹی۔ وی' فریج وغیرہ دنیا کے ہر گھر میں ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے ادھر فیکٹری لگائی ہے یا کیا لگایا ہے۔ تم آ کر میرا میٹر چیک کر لو۔ بہرحال اس نے چیک نہیں کیا' وہ واپڈا کا آدمی تھا ناراض ہو گیا۔ دوسرے مہینے اس نے 6000/= روپے ہی بھیج دیا۔ میں حیران ہوا اور میں نے اسے کہا کہ بھئی آپ آ جائیں اور میری assessment کر لیں کہ کتنی consumption ہے پورے تیس دن کی assessment کر لیں۔ اس نے کہا نہیں میں نہیں آتا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ جب تک تم یہ بل ٹھیک نہیں کرو گے میں بل نہیں دوں گا۔ بہرحال ہوتے ہوتے دس مہینے گزر گئے اور اس نے دس مہینے کا بل 55000/= روپے بھیج دیا یعنی 5500/= روپے per month ۔ اس دوران میں نے چیف انجینیئر کو بھی کہا' XEN کو بھی کہا' محترم منسٹر صاحب کو کہا کہ میرا یہ بل دیکھیں کہ دس مہینے کے 55000/= روپے آئے ہیں۔ ابھی بھی بل میرے پاس موجود ہے۔ جناب میری یہ شرافت سمجھ لیں یا میری نادانی سمجھ لیں کہ میں نے یہاں سینٹ میں privilege motion move نہیں کی۔ پھر کئی دفعہ connection کاٹ دیا گیا۔ میں جب گرمی میں گھر آتا تھا تو connection کٹا ہوا ہوتا تھا اور میں خود لگاتا تھا۔

جناب چیئرمین۔ جب connection کٹ جاتا تھا تو آپ خود کیسے لگاتے تھے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب آدمی کو بلا کر میں لگوا لیتا تھا۔ وہ نہیں لگاتے تھے۔ میرا ان سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ میں کہتا تھا کہ اس کو ٹھیک کردو' 55000/- روپے دس مہینے کا بل آپ لوگ کیسے لیتے ہیں۔

جناب میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں' میرا ایک دوست ہے کراچی میں۔ اس کے دو کمرے ہیں۔ ایک سال کا اس کو KESC والوں نے 75000/- ہزار روپے بل بھیجا ہے۔ اس کو کہا کہ بیس ہزار روپے ہم کو دے دو' یہ میں on the floor کہہ رہا ہوں' KESC والوں نے کہا کہ بیس ہزار بل دے دو اور بیس ہزار ہمیں دو' باقی تیس ہزار معاف ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین۔ آپ اس طرح کریں کہ یہ مجھے لکھ کر دے دیں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب وزیر صاحب بیٹھے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیا کیا دھاندلی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ منسٹر صاحب نہیں ہیں، یہی تو مسئلہ ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ بہرحال یہ floor تو ہے۔ کوئی وزیر تو ان کو بتا دے گا۔ جناب میری جو بے عزتی ہوئی ہے اس کا کیا ہوگا؟

جناب چیئرمین۔ آپ یہ مجھے دے دیں اور اس کا جواب میں منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ دیں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ پھر واپڈا والوں نے بل دس ہزار روپے کم کر دیا۔ پچپن ہزار سے پینتالیس ہزار کردیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں محترم گوہر ایوب خان صاحب کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ میں ایک مسکین سینیٹر ہوں۔ میرے پاس پیسے نہیں ہیں، اس کی instalment کر دو۔ پھر گوہر ایوب صاحب نے اس کو اقساط میں کیا۔ پھر میں بریگیڈیئر کے پاس گیا جو چیئرمین بورڈ ایریا ہوتا ہے۔ اس نے پھر آرڈر کر دیا کہ چار قسطیں کردو۔ میں نے پندرہ ہزار روپے بل جمع کرادیا ہے۔ ہمارے محترم اخباری نمائندے نے مجھے فون بھی کیا ہے۔ اس سے بھی میں نے یہی کہا ہے جو میں یہاں کہہ رہا ہوں لیکن انہوں نے غلط چھاپا ہے کہ میں نادہندہ ہوں، کہانی کو بالکل تبدیل کردیا۔

جناب چیئرمین۔ آپ اس طرح کریں کہ یہی چیز مجھے اگر لکھ کر دے دیں۔ میں ان سے وضاحت بھی مانگ لوں گا اور پریس کو بھی وضاحت ہو جائے گی کہ اصلی بات کیا ہے۔ ٹھیک ہے تاکہ پبلک کو بھی پتہ چل جائے کہ اصل بات یہ ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب پریس والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کل جو اخبار میں آیا ہے تو مجھے سب کہتے ہیں کہ آپ ممبر ہیں کمیٹی کے اور تم کیا تحقیقات کرو گے، تم تو خود نادہندہ ہو۔ یہ کل سے جو میری بے عزتی ہو رہی ہے، اس کا ازالہ کیسے ہو گا جناب۔

جناب چیئرمین۔ بس آپ کی وضاحت آ گئی ہے کہ یہ غلط ہے اور آپ نے کوئی بجلی چوری نہیں کی، یہ غلط ہے۔ پریس کو چاہیئے کہ واقعات کو تحقیق کر کے لکھا کریں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب میں نو سال سے گلشن جناح میں رہ رہا ہوں۔ نو سال

سے بل آتا رہا ہے' میں آپ کو دکھا سکتا ہوں دو سو' چار سو۔

جناب چیئرمین۔ آپ مجھے لکھ کر دے دیں تاکہ ان سے بھی پوچھ لوں' پریس کو بھی پتا چل جائے گا۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ جناب میرا یہ مطالبہ ہے ۔ میں پہلے جی ایٹ مرکز گیا تھا۔ جناب یہ آرمی والے بھی tussle کرتے ہیں۔ جی۔ایٹ مرکز میں ایک بلڈنگ ہے' اس میں میرے خیال میں چودہ یا پندرہ فلیٹ ہیں۔ اس میں دکانیں بھی ہیں اور فیملی فلیٹ بھی۔ میرا ایک دوست ہے' وہاں وہ باہر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ کیوں باہر بیٹھے ہو تو وہ کہنے لگا کہ میری بجلی کاٹ دی گئی ہے۔ میں نے کہا کیوں کاٹی ہے اس نے کہا کہ یہاں ایک آدمی دکاندار تھا۔ اس نے بجلی کا بل نہیں دیا تو پوری بلڈنگ کی بجلی کاٹ دی ہے۔ وہ کہیں غائب ہے امریکہ وغیرہ چلا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا تماشہ ہے آرمی والوں نے ایک آدمی کی وجہ سے سب کی بجلی کاٹ دی ہے میں نے کہا کہ تم کل میرے ساتھ آؤ۔ میں چیئرمین واپڈا کے پاس چلتا ہوں تو وہ بجلی لگا دیں گے۔ جناب! میں یہ پوچھتا ہوں کہ ایک آدمی کی غلطی کو باقی لوگوں کے سر کیوں تھوپا جا رہا ہے ان لوگوں نے کیا قصور کیا ہے جو سب بل دے رہے تھے ہر ایک کا میٹر بھی الگ الگ ہے۔ جناب یہ ایک کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ظلم ہے اور یہ ہمارے لوگوں کو بدنام کر رہے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ یہ ہو رہا ہے۔ sir, it should be decided.

جناب چیئرمین۔ جیسا میں نے عرض کیا ہے کہ یہ اخبار بھی مجھے دے دیں اور جو آپ کا مسئلہ ہے وہ لکھ کر بھی دے دیں۔ میں وزیر صاحب سے بھی پوچھ لوں گا اور اس طرح پریس کو بھی پتا چل جائے گا ۔جی نسرین جلیل صاحبہ' نسرین جلیل صاحبہ کو میں نے فلور دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جی نسرین جلیل صاحبہ۔

POINTS OF ORDER

بیگم نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے 5 مئی کو Call Attention Notice دیا تھا ۔ وہ ایم کیو ایم کے دو کارکنان فرید احمد اور شمیم کو extra judicial killing میں پولیس نے مار دیا تھا اور اس کی انکوائری ہو رہی تھی۔ اس enquiry میں پولیس والے ان کو ہراساں کر رہے تھے اور ان کو threats دے رہے تھے ۔

جناب والا! جب ان دو کارکنوں کے گھر والے سیشن کورٹ میں گواہی دینے کے لئے گئے تو

پولیس والے ان کے ساتھ ساتھ تھے اور انہوں نے ان کو دھمکایا اور جس وقت یہ اندر گئے اور سیشن جج سے یہ کہا کہ صاحب ہم اس وقت کچھ نہیں کہہ رہے ہیں ، ہمیں کوئی emergency ہے آپ date extend کر دیں تو وہ date کل کے لئے ہے یعنی 12 تاریخ کو ہے۔

اب میں یہ چاہ رہی تھی کہ یہاں پر وزیر داخلہ صاحب یہ commitment دیتے کہ وہ ان کو تحفظ فراہم کریں گے یا کوئی کورٹ کا آفیسر ان کے گھر پر جا کر ان کا بیان لے لیتا۔

Mr. Chairman: Raja Sahib, can you take care of this?

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین ! اس پوائنٹ پر ایک اور Call Attention Notice ہے اور ان دونوں کو dispose of کریں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ اس میں وہ جو مسئلہ بیان کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ فرید احمد اور شمیم احمد ان کی death کے بارے میں انکوائری ہو رہی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ان کے جو عزیز ہیں ، والدین ہیں یا رشتہ دار ہیں وہ جب گواہی دینے گئے تو پولیس نے ان کو threaten کیا اور وہ گواہی نہیں دے سکے۔ اب کل ان کی تاریخ ہے تو وزیر داخلہ صاحب سے کہنا ہے کہ ان کو تحفظ فراہم کیا جائے یا کوئی ایسی صورت اختیار کی جائے کہ وہ آرام سے اپنی گواہی دے سکے۔

Raja Mohammad Zafar-ul-Haq: We will ensure it.

جناب چیئرمین۔ جی حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب میرا point of order یہ ہے کہ آج سے ایک ہفتہ پہلے میں نے ایک point raise کیا تھا اور گوہر ایوب کو آپ نے کہا تھا کہ وہ انکوائری کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ چھانگلا گلی ریسٹ ہاؤس میں ، وزیر مواصلات بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ، NHA والوں نے وہاں پر Tar coal mixture machine لگا دی ہے ۔ مجھے پہلے اس کو وہاں سے ہٹانے کی یقین دہانی کرائی گئی تھی لیکن کل میں وہاں سے آیا ہوں اور وہاں کیمن کمپنی والے دھڑا دھڑ کام کر رہے ہیں اور مشینیں سٹارٹ کی ہوئی ہیں ۔ وہاں جو بھی tourists جاتے ہیں وہ بیچارے پریشان حال ہو کر وہاں سے بھاگتے ہیں اور پورے علاقے کا ماحول آلودہ ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے کہوں گا کہ ان مشینوں کو وہاں سے remove کرائیں اور جہاں انہوں نے crush machines لگائی ہوئی ہیں وہاں پر Tar Coal Mixture Machines لگائیں کیونکہ tourists اور وہاں کے مکینوں کے لئے وہ باعث پریشانی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی وزیر صاحب آپ نے یہ مسئلہ سن لیا ہے۔

راجہ نادر پرویز خان۔ ٹھیک ہے ہم دیکھیں گے۔ ویسے جناب جتنے سیاح یا tourists وہاں آتے ہیں ان کو دیکھ کر ویسے ہی گھبرا جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider: Sir, I intend to ask a question from the government but unfortunately neither the Law Minister is here nor the Minister for Parliamentary Affairs. The question is that why does the government promulgate such laws which they don't have moral courage to present to the Parliament. They know very well that the law framed by them ...' I mean the Anti-Terrorist Act Ordinance is so bad that it is not going to be accepted by any civilized democratic forum and that is why, it is for that fear that they are sure of its defeat in the Parliament, that they are refusing to fulfil the constitutional requirement under Article 89 and Rule 142.

جناب چیئرمین۔ وہ آتے ہیں تو میں ان سے پوچھتا ہوں because this matter was raised by Mian Raza Rabbani and the Minister stated that he would present the Ordinance on Monday or Tuesday آج آتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں۔ جی آفتاب صاحب۔

Re: Implementation on Report on Extra-judicial Killings in Karachi.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں نے اس پر بھی بات کرنی ہے لیکن پہلے میں اپنی بات کر لوں۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے تین یا چار sessions کے بعد سینٹ call ہوئی تو میں نے آپ کی توجہ کراچی میں 10 عدد ماورائے عدالت قتل کی طرف دلائی اور میں نے عرض کیا کہ تین ایسے کیسز ہیں جن کی انکوائری رپورٹ حکومت کے مقرر کردہ انکوائری افسران نے پیش کردی ہے۔ اس میں باقاعدہ ذمہ داریوں کا تعین بھی کردیا گیا ہے کہ فلاں فلاں لوگ ان ماورائے عدالت قتل کے ذمہ دار ہیں۔

اس جانب سے جب میں نے نکتہ اعتراض اٹھایا، سینیٹر مصطفیٰ کمال نے نکتہ اعتراض اٹھایا تو اس جانب سے راجہ ظفرالحق صاحب اور وزیر داخلہ صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ اس انکوائری رپورٹ پر جن لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان کے لئے کارروائی کو وہ over see کریں گے۔ وہ یہ دیکھیں گے کہ کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ انکوائری رپورٹ کو تو ریکارڈ پر آئے ہوئے کافی عرصہ ہوگیا ہے۔ پولیس کے وہ تمام افسران جن کی تحویل میں یہ لوگ قتل کئے گئے ہیں، ان کے حوالے سے راجہ صاحب ہمیں کچھ بتائیں گے کیونکہ انہوں نے assurance دی ہے on the floor of the House that he will see that proper action is taken, if the inquiry officers have found them to be involved in extra-judicial killings تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا کیا ہوا کیونکہ اب تک کراچی میں کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے اس پر؟

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, this point was raised by Senator Aftab Sheikh and we have already asked the Governor of Sindh to apprise us and through us the House that what action has been taken so far against those people who have been found guilty. I hope that we will be able to inform the House, specially the Senator, before the conclusion of this Session.

جناب آفتاب احمد شیخ: جناب چیئرمین! ہم نے سنا ہے کہ اجلاس تیرہ تاریخ کو prorogue ہو رہا ہے تو اس سے پہلے رپورٹ منگوائیں۔ دوسری بات جو میں نے آپ سے عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ سینیٹر اقبال حیدر صاحب نے آپ کی توجہ اس ordinance کے lay کرنے کے حوالے سے دلائی، میں آپ کی توجہ ایک news item کی طرف دلاتا ہوں، جس میں ILO (International Labour Organization) نے اپنا شدید concern ظاہر کیا ہے اس قانون پر، تو یہ ordinance lay کریں تو کچھ بات کی جائے کیونکہ ہم کب سے انتظار کر رہے ہیں۔ Monday کو اس کو lay ہونا تھا، نہیں ہوا اور آج بھی یہ Orders of the Day پر نہیں ہے۔ باقی صرف دو دن رہتے ہیں۔ اس لئے میری عرض ہے کہ آپ معلومات کرکے ان سے پوچھیں کیونکہ جناب یہ ہاؤس کا استحقاق ہے، آرٹیکل 89 کے تحت استحقاق ہے کہ ordinance lay ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین: جی جناب بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میں ایک اہم مسئلے پر اس ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ چھ تاریخ کو ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ایک ویگن جس میں پندرہ آدمی سوار تھے پشاور جا رہی تھی۔ ہماری ایک کانفرنس تھی وہاں جس میں وہ شریک ہونے کے لئے جا رہے تھے۔ جناب وہ لوگ راستے میں ہی اغوا ہوگئے۔ دو دن تک تو ان کا کچھ پتہ نہیں چل سکا، بعد میں یہ پتہ چلا کہ ان کو کسی نے اغوا کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے لیڈر مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے حکومت سے بھی رابطہ کیا ہے، وزیر اعلیٰ سے بھی کیا ہے، لیکن اب تک کوئی progress نہیں ہوئی۔ جناب چیئرمین! یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ ویسے تو آپ ہمیشہ ruling دیتے ہیں کہ وزراء کو حاضر ہونا چاہیئے ہاؤس میں۔

جناب چیئرمین: لیکن یہ وزیر کی ذمہ داری کیسے بنتی ہے۔ اغواء فرنٹیئر میں ہوا ہے تو ان کو کیسے پتہ ہو گا اس بارے میں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس سلسلے میں وفاقی وزیر صوبائی حکومت سے باقاعدہ طور پر پوچھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہاں پوچھ سکتے ہیں، یہ صحیح بات ہے۔ لیکن دیکھیں اس قسم کے points of order جو ہوتے ہیں ان کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ پہلے سے بتادیا کریں تاکہ وہ پہلے پوچھ لیں۔ اب اس کا کیا جواب دیں گے وہ۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس سلسلے میں آپ راجہ صاحب کی باقاعدہ ڈیوٹی لگائیں تاکہ وہ متعلقہ وزیر سے کہیں کہ اس کی تحقیقات کریں، نمبر1۔

نمبر2، ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ کوئٹہ میں ابھی حال ہی میں انہوں نے ہوائی جہازوں کا schedule تبدیل کیا ہے، جمعرات کے دن پورے صوبے سے نہ لاہور کے لئے کوئی فلائٹ ہے، نہ کراچی کے لئے ہے اور نہ ہی اسلام آباد کے لئے ہے۔ مکمل طور پر رابطہ منقطع ہوتا ہے جمعرات والے دن۔ میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ پی آئی اے والوں کو کہیں کہ کم از کم ایک جہاز تو اڑے جمعرات والے دن۔ کیونکہ جمعرات والے دن اگر کوئی کیس ہوجائے یا کوئی ایمرجنسی ہوجائے تو کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین: اس قسم کی چیزیں شاہد خاقان عباسی صاحب ڈیل کرسکتے ہیں۔ اگر مجھے

آپ تحریری طور پر دے دیں تو میں ان کو بھجوا کر پوچھ بھی لوں گا اور جب وہ یہاں آئیں گے تو ان سے ذاتی طور پر بھی پوچھ لیں گے۔ ٹھیک ہے جی۔ جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اب میں کسی کو تو کہوں گا۔ میں کیا کروں؟

جناب حبیب جالب بلوچ: آپ ایسا کریں کہ جو پہلے ہاتھ اٹھائے ، اس کو پہلے موقع دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں ، نہیں - میں ایسا نہیں کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ سب کو موقع مل جائے۔

(مداخلت)

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب ہم تو پارٹیوں کے نمائندے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہاں تو سب نمائندے ہیں۔ مجھے ایک ایسا آدمی بتادیں جو نمائندہ نہیں ہے تاکہ میں اس کو کہوں کہ آپ نہ بولا کریں۔ مجھے ایک نام دے دیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ: ہر آدمی جو ہاتھ اٹھائے ، آپ دیکھیں کہ کس پارٹی سے اس کا تعلق ہے۔

جناب چیئرمین: پارٹی کی بات نہیں ہے۔ میرا فرض یہ ہے کہ ہر ایک کو موقع دوں۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جو پہلے ہاتھ اٹھائے اسے اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: ہاتھ اٹھانے کی بات نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی جج کرنا پڑتا ہے کہ موقع کس کو دوں ، حالات کو دیکھ کر کہ کس کی نمائندگی زیادہ ضروری ہے ، کون کم بولتا ہے ، اگر وہ پہلی دفعہ اٹھنا چاہتا ہے تو میں اس کو موقع دینا چاہتا ہوں۔ میرے لئے یہی وقت ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا ! پارلیمنٹری پریکٹس یہ ہے کہ whoever catches the eye of the Speaker or the Chairman. یہ بات ہمیں یہاں پر بیٹھے ہوئے تسلیم کرنی پڑے گی۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ پارٹی کے لحاظ سے ہو۔ معتبر سینیٹر ہونے کے لحاظ سے یہ ہمارا right نہیں ہے ، right وہی ہے whosoever will catch the eye of the Chairman.

جناب حبیب جالب بلوچ ، میں نے پہلے ہاتھ اٹھایا تھا۔

Mr. Chairman : But you have not caught my eye. Buledi caught my eye first.

نہیں، نہیں caught my eye کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جو پہلے ہاتھ اٹھا دے۔ مجھے دیکھنا ہوتا ہے۔ جی حبیب جالب صاحب۔ میری مشکلات کا خیال رکھا کریں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک کو موقع مل جائے۔ یا تو میں خود وقت لیتا ہوں تو پھر آپ مجھ سے گلہ کریں، وقت تو آپ لوگوں کو ہی دیتا ہوں۔ صرف یہ ہے کہ کبھی ایک ہو جائے گا، کبھی دوسرا ہو جائے گا، کبھی کوئی ہو جائے گا۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ سب کو موقع دیا جائے۔

Re: Restlessness among students in Balochistan.

جناب حبیب جالب بلوچ ، جناب چیئرمین، وزیر داخلہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ میں اس ہاؤس کی توجہ پورے بلوچستان میں جو اس وقت واقعات ہو رہے ہیں ان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس وقت بلوچستان کی ایک مشہور و معروف طالب علم تنظیم BSO بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن مکمل ہڑتال پر ہے۔ مختلف شہروں میں پولیس نے ان کی گرفتاریاں کی ہیں۔ ان کے چیئرمین سید فیض بلوچ اور سیکرٹری جنرل منظور بلوچ سمیت کوئی اڑھائی سو کے قریب طالبعلوں کو گرفتار کیا گیا ہے جو کہ اس وقت کینٹ تھانوں میں بند ہیں۔ اس سلسلے میں، میں وزیر موصوف کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ پولیس کریک ڈاؤن ہاسٹلوں یا کالجوں میں شروع ہو گیا ہے۔ یہ تعلیمی اداروں میں پولیس کی مداخلت ہے۔ ہم کسی بھی صورت میں تعلیمی اداروں کے اندر پولیس کی مداخلت برداشت نہیں کرتے کیونکہ اس سے provocation پیدا ہوتی ہے اور پورے علاقے میں، پورے بیلٹ میں ہڑتالوں، جلسے، جلوسوں سے تعلیمی وقت کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔ طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وائس چانسلر ہے، طالب علم تنظیمیں ہیں، ان کے اساتذہ ہیں، ان کی دوسری پارٹیاں ہیں، وہ مل بیٹھ کر تعلیمی اداروں کے انتظام و انصرام کو سنبھالیں، یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ طالب علم کو provocate کرنے کے لئے ان کے ہاسٹلوں پر کریک ڈاؤن کیا جائے اور انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ پہیہ جام ہڑتال کریں، انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ مختلف ایکشن لیں۔ اس لئے میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ فوری طور پر BSO کے چیئرمین، سید فیض بلوچ اور منظور بلوچ سمیت جو اڑھائی سو طالب علم گزشتہ پانچ دنوں سے گرفتار ہیں، ان کی فوری رہائی کے آرڈر جاری کریں کیونکہ

صوبائی حکومت ان کی اپنی حکومت ہے۔

جناب چیئرمین : جی وزیر داخلہ۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا ! میں بلوچ صاحب کے خیالات اور ان کا احتجاج چیف منسٹر تک پہنچا دوں گا۔ انہیں کہوں گا کہ اس پر وہ غور بھی کریں اور وجوہات کا تدارک بھی کریں تاکہ اس طرح کے واقعات پیش نہ آئیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی' جناب قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین : جناب چیئرمین ! میں کراچی میں پاور ' الیکٹریسٹی کی پوزیشن پر ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس وقت کراچی میں تاریخ کا worst power crisis ہے - More than half of Karachi is going without light جس کی وجہ سے پانی کی سپلائی بھی نہیں ہورہی ہے۔ Pumping station بند ہو جاتے ہیں' water shortage بھی پوری کراچی میں ہے۔ اگر کوئی کراچی سے آیا ہوگا تو اس نے آپ کو ضرور بتایا ہو گا کہ وہاں رات بھر اور دن بھر لائٹ غائب رہتی ہے۔ لوگوں کو بے انتہا پریشانی ہے۔ اس سے سب سے زیادہ hard hit انڈسٹری ہے۔ کراچی میں سب سے زیادہ export oriented industry ہے اور وہ تقریباً half production پر چل رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے Export Promotion Bureau کے figures reflect کر رہے ہیں کہ ہماری export برابر گرتی جا رہی ہے۔ایکسپورٹ صرف اس وجہ سے گر رہی ہے کہ وہاں production نہیں ہو رہی ہے کیونکہ وہاں لائٹ کی بہت زیادہ problem ہے - WAPDA کے پاس surplus power ہے - WAPDA نے لوگوں کو encourage کرنے کے لئے ریٹس بھی lower کئے ہیں تاکہ electricity consumption کو بڑھایا جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ واپڈا کراچی کو ۲۰۰ یا ۳۰۰ میگا واٹ on daily basis کیوں نہیں دیتی جیسا کہ اس نے promise کیا تھا۔ وہ کیوں supply نہیں کر رہے؟

ایک اور بہت اہم بات ہے جناب' وہ یہ کہ اب power rates میں differenciation کر دی گئی ہے۔ کراچی میں power کے charges چار روپے سے اوپر ہیں۔4.05 اور یہاں واپڈا میں تقریباً 3.30 کے حساب سے ریٹ ہیں۔ یہ inequality industry کو uncompetitive بنا رہی ہے with the rest of the industry in Pakistan. This is a very grave problem and I would like to inform the House that very soon many industries in Sindh are going to close down only

because they will not be able to compete cost-wise because of the high cost of electricity with the rest of the industry in Pakistan. Sir, this is a very grave problem

اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس power shortage کی وجہ سے کہیں rioting نہ شروع ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ snow balling affect create کرے ------

Mr. Chairman: Again Minister for Power is not here

وہ آئیں گے تو انہی سے پوچھیں گے۔ جی ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں صرف حبیب جالب صاحب کی بات کو اس حد تک بڑھانا چاہوں گا کہ بلوچستان میں تعلیمی ادارے کافی عرصے سے، تقریباً دس پندرہ سال سے کافی حد تک پر امن ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب نے بھی اچھی بات کی ہے۔ بہتر ہے کہ اس وقت جو بھی طلباء تنظیمیں ہیں، چاہے وہ BSO ہے یا دوسری طلباء تنظیمیں ہیں، ان کے اندر مفاہمت ہے ابھی تک۔ ادارے بھی پر امن ہیں۔ یہ جو بلوچستان گورنمنٹ نے action لیا ہے تعلیمی اداروں میں طلباء کو گرفتار کرنے کے لئے، ویسے بھی تعلیمی ادارے کا تقدس اس سے پامال ہو گا۔ اس پر انہیں توجہ دینی چاہیئے۔ انہوں نے اچھی بات کی ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ وزیر داخلہ صاحب جب بلوچستان حکومت سے رابطہ کریں گے تو اس مسئلے کو خوش اسلوبی سے حل کریں گے۔ جو دو اڑھائی سو طلباء گرفتار ہیں ان کو رہا کریں گے۔

دوسرا جناب اہم مسئلہ یہ ہے کہ کوئی پانچ ہزار نو سو سڑسٹھ 5967 NGOs ہیں پنجاب میں۔ تمام قومی اخبارات نے اس مسئلے پر head line دی ہیں کہ 1941 organizations کی، بیک جنبش قلم registration cancel کر دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن وہ صوبائی حکومت نے کی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جی جناب میں وہی عرض کر رہا ہوں۔ اس کا جناب overall impact پڑتا ہے۔ ظاہر ہے ہم اس ادارے کے ذریعے وفاقی حکومت کو کہیں گے اور تو ہم کسی کو نہیں کہہ سکتے۔ اس کے جناب بین الاقوامی اثرات بہت پڑتے ہیں۔ آج کل یہ تاثر عام ہے کہ جن اداروں کی registration cancel کی ہے۔ ان کے خلاف تو تحقیقات بھی نہیں ہو رہی تھیں۔ میں نے آج "نیشن" اخبار میں پڑھا ہے۔ انہوں نے ایک editorial دیا ہے۔ کہتے ہیں کمال یہ ہے کہ جن کے خلاف کچھ شکایات تھیں یا صوبائی گورنمنٹ تحقیقات کر رہی تھی، ان کو نہیں۔ ویسے ہی دوسروں کو منظر سے ہٹا دیا ہے کہ

بھئی آپ کی registration cancel ہے۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ آج یہ تاثر عام ہے ۔ ہم آپ کے توسط سے حکومت کو بتانا چاہتے ہیں کہ دو جگہوں پر بہت crack down ہو رہا ہے۔ اب پریس کے نمائندہ صحافی ہیں، اخبارات ہیں، پریس کی آزادی ہے، یعنی امریکہ تک نے احتجاج کیا ہے نجم سیٹھی کی گرفتاری پر، آپ اس سے اندازہ کریں۔ باقی حسین حقانی، امتیاز عالم اور دوسروں کی گرفتاری پر بھی احتجاج کیا گیا ہے۔

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک بین الاقوامی سوال بنتا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک کی بدنامی ہو رہی ہے کہ ہم پریس کی آزادی اور NGOs کو صرف اس لئے حرف ملامت بنا رہے ہیں یا ان کو اس لئے حرف تنقید بنا رہے ہیں کہ وہ حکومت کی human rights کی پوزیشن واضح کر رہے ہیں اور اس پر تنقید کرتے ہیں۔ اس پر احتجاج کرتے ہیں یا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش ہے کہ حکومت اس کا نوٹس لے۔

جناب چیئرمین: جی وٹو صاحب آپ اس معاملے میں اگر کوئی رپورٹ منگوا لیں حکومت کی جانب سے۔ NGOs جو صوبائی حکومت نے cancel کی ہیں ان کے متعلق۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: ٹھیک ہے جی منگوا لیں گے رپورٹ۔

Further discussion on the Presidential Address.

Mr. Chairman: O.K. Now that brings us to the end of points of order.

اب President's Address پر debate ہوگی۔ again I would like to remind you کہ آج ہم نے آپ کی اجازت سے فیصلہ کیا ہے کہ شام کو بھی اجلاس ہوگا تاکہ اس debate کو جلدی سے ختم کریں۔ اب who is the next speaker on the list? ۔ جی حاجی عبد الرحمٰن صاحب۔

حاجی عبد الرحمٰن: بہت بہت شکریہ ۔ جناب چیئرمین! جناب صدر صاحب نے جو تقریر کی تھی ملکی حالات پر اور قوم کی ترقی کے حوالے سے جو تجاویز دی تھیں ' اللہ کرے ہم ان پر عمل کریں۔ انہوں نے کچھ تجاویز بہت اچھی دیں اور قومی اسمبلی اور سینٹ کو انہوں نے یہ تجویز دی کہ وہ ملک کی بقاء ' سالمیت اور ترقی کے لئے اتفاق و اتحاد پیدا کریں۔

(اس موقع پر جناب اکرم ذکی نے بحیثیت پریذائیڈنگ آفیسر کرسی صدارت سنبھالی)

حاجی عبد الرحمٰن: ملک کی ترقی اور عوام کے مفاد کے لئے ایسی قانون سازی کرے کہ جس سے ہمارے ملک میں ترقی ہو سکے اور قوم کی مشکلات اور تکالیف دور ہوسکیں۔ موجودہ حکومت کے اچھی

دھماکے، شاہین اور غوری میزائل کے کامیاب تجربات پر ہم موجودہ حکومت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہماری ان سے یہی درخواست ہے کہ اس میں مزید ترقی کی جائے اور اپنے ملک کی سلامتی کے لئے اپنے دفاعی نظام کو مضبوط کیا جائے اور افواج پاکستان کی تمام ضروریات کو پورا کیا جائے جو کہ ہماری سرحدوں کی محافظ ہے۔

جناب چیئرمین! صدر صاحب نے تمام صوبوں کا ذکر کیا لیکن ایک بات کی ہم قبائل نے کمی محسوس کی کہ قبائلی علاقہ جات کے بارے میں انہوں نے اپنی تقریر میں کچھ نہیں کہا حالانکہ قبائل پاکستان کے چار صوبوں کے علاوہ پانچواں حصہ ہیں اور ایک صوبے کے برابر ہیں ۔قبائل کو موجودہ حکومت ہی میں نہیں بلکہ پچاس سال سے ignore کیا جا رہا ہے۔ قبائل کی ترقی اور ان کے حالات کو بدلنے کے لئے بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ اس سے پہلے قبائل انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ ایک دشمن کی حیثیت سے انگریزوں کی طرف سے ان کی ترقی تو کیا، ان کی پسماندگی کے لئے اور ان کو ختم کرنے کے لئے ہر ایک حربہ اور کوشش ہوتی رہی تاکہ ان کو مزید پسماندہ کیا جائے اور ختم کیا جائے۔ حالانکہ ان 150 سالوں میں ہندوستان اور پاکستان میں ترقی ہوتی رہی لیکن قبائل میں ایک پیسے کا بھی کوئی ترقی کا کام نہیں ہوا۔ پچاس سال پاکستان کو بنے ہوئے ہو گئے ہیں، قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ قبائل کو پاکستان کے دوسرے صوبوں کے ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے گا لیکن افسوس! آج بھی وہاں ترقی نہیں ہوسکی۔ آج بھی ان لوگوں کو تعلیم کی سہولت میسر نہیں، پرائمری سکول تک وہاں نہیں ہیں، پینے کے پانی کے لئے خواتین کو بیس بیس، پندرہ پندرہ میل پیدل چل کر جانا پڑتا ہے، سروں پر اٹھا کر پانی لاتی ہیں اور اگر اس کو ٹیسٹ کیا جائے تو وہ صحت کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اسی طرح صحت کے معاملے میں بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اگر کہیں پر کوئی ہسپتال بنا ہے یا BHU بنا ہے تو اس میں ڈاکٹر اور نرس نہیں ہیں ۔دوائیوں کے بارے میں ہم کیا توقع کر سکتے ہیں۔ اس وقت قبائل میرے خیال میں دنیا کے پسماندہ ترین علاقہ میں شامل ہیں۔ کچھ ترقی ضرور ہوئی ہے لیکن اس وقت بھی وہاں لوگ بجلی کی نعمت سے محروم ہیں، پانی کی نعمت سے محروم ہیں۔ سکول اور ہسپتال جیسے میں نے عرض کیا وہاں پر نہیں ہیں۔

اسوقت، اس زمانے میں دنیا سے ہمارا ملک سو سال پیچھے ہے لیکن ہم پوری دنیا سے ہزار سال سے زیادہ پیچھے ہیں۔ موجود حکومت سے ہماری یہ درخواست ہے کہ پسماندگی کو دور کرنے کے لیے قبائل پر خصوصی توجہ دیں۔ ان کو ترقیاتی package دیں۔ سب سے بڑی بدبختی ہماری یہ ہے کہ پچھلے دو سال سے،

جب سے موجود حکومت آئی ہے، وہاں کے لیے ترقیاتی فنڈز release نہیں کر رہی۔ کوئی ADP کا کام نہیں ہو رہا۔ ہم حیران ہیں کہ قبائل اتنے پسماندہ ہیں، پھر بھی ان کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ آزاد کشمیر اور ناردرن ایریا میں تو کام ہو رہے ہیں ۔ ان کو تو اپنی مردم شماری کے مطابق حصہ مل رہا ہے لیکن ہمارے قبائل کو، 82 کی جو مردم شماری ہوئی ہے وہ غلط ہے جس میں ہماری آبادی بجائے بڑھنے کے کم ہوئی ہے، اس آبادی کے مطابق بھی حصہ نہیں مل رہا۔

ہمارے ڈیم بنے ہیں۔ ڈیم کے بنتے وقت متاثرین کو متبادل روزگار نہیں دیا گیا۔ آئین میں جو royalty کا حق دیا گیا ہے وہ بھی ہمیں نہیں دیا گیا۔ یہ فرماتے ہیں کہ ہم ٹیکس نہیں دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ ٹیکس قبائل دیتے ہیں کیونکہ ہماری تمام زندگی کا دارومدار صوبائی حکومتوں پر ہے۔ یہاں سے جو بھی چیز جاتی ہے ان پر پہلے ہی ٹیکس لگا ہوتا ہے لیکن جب ہم اس کو قبائلی علاقہ جات میں لے جاتے ہیں تو وہاں پولیٹیکل سسٹم میں اس پر دوبارہ ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اگر اپنی گھریلو ضرورت کے لیے آٹا لے جاتے ہیں تو اس پر تین سو روپے تک فی بوری پولیٹیکل ایجنٹ کا ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر خاشاک تک لے جاتے ہیں تو اس پر بھی ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ بچوں کے دودھ کی ضرورت پوری کرنے کے لیے گائے یا بکری لے جاتے ہیں تو اس پر بھی ٹیکس دینا پڑتا ہے۔

اس وقت قبائل کو ہر طرح سے بدنام کیا جاتا ہے۔ اگر لاہور کراچی میں بھی کوئی کیس ہو جائے تو قبائل کو اس میں involve سمجھا جاتا ہے۔ آٹا اگر پنجاب سے صوبہ سرحد کو سمگل ہو رہا ہے تو بھی قبائلی علاقوں کو جا رہا ہے۔ گاڑی اگر کسی کی گم ہو جائے تو بھی یہ قبائلی علاقوں کو لے جا رہے ہیں۔ بدنامی کا ہر لفظ قبائل کے لیے ہے لیکن ترقی اور خوشحالی کے لیے قبائل کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ روزگار وہاں پر نہیں ہے۔ جو تھوڑا بہت تھا ایف سی deployment کی وجہ سے، وہ بھی بند ہو گیا۔ افیون کی کاشت وہ لوگ اپنی تھوڑی تھوڑی زمینوں میں کر لیتے تھے جس سے وہ اپنے بچوں کے پیٹ پالتے تھے اور کھانے کے لیے کوئی چیز لے لیتے تھے، وہ سلسلہ بھی امریکہ کے پریشر کی وجہ سے مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر اس کو بند کیا تھا تو اس سے پہلے ان لوگوں کے لیے متبادل روزگار کا بندوبست کرتے۔ وہ غریب کیا کھائیں؟ پتھر کھائیں۔ پتھر سے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔

آج کل وہاں سے غریب لوگ کراچی، لاہور یا پنجاب کے کسی شہر میں یا فرنٹیئر میں ہوٹلوں پر اپنے چھوٹے بچوں کو لا کر چائے کی دکانوں پر لگاتے ہیں، جو وہاں پر مزدوری کرتے ہیں۔ وہ چائلڈ لیبر نہیں تو اور کیا کریں گے۔ جس کے لئے primary school نہیں تو وہ بچہ کیا کرے گا۔ جس گھر میں

کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے ' والدین کا روزگار نہیں ہے تو وہ بچوں کا کیا کریں گے۔ ہم حیران ہیں' ہمارے قبائل محب وطن ہیں' مسلمان اور پاکستانی ہیں اور پاکستان کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ان کو کیوں ignore کیا جا رہا ہے' ان کو کیوں اس ملک کا حصہ نہیں سمجھا جا رہا' ان کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے' دو سال سے کیوں ان پر development کے funds بند ہیں۔ ان کی ترقی میں کیوں رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں۔

پورے ملک میں education کے لئے قاری کی پوسٹیں' اسلامیات کے teachers ہیں لیکن ان قبائل میں پیپلز پارٹی کے زمانے سے ان پر ban لگا ہوا ہے۔ موجودہ حکومت نے بھی اس ban کو برقرار رکھا ہے۔ کیا ہمارے بچوں کو اسلامی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا اس ملک میں' اس ملک کے آئین میں اسلامی تعلیم اور اسلامی روایات کو تحفظ نہیں ہے۔ اس بارے میں ہم کس سے شکایت کریں' کہاں آواز بلند کریں' کس کے سامنے روئیں۔ بار بار تقریر اور ملاقاتیں کرنے سے تو ہم لوگ تھک گئے ہیں لیکن آج تک اس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا ہے۔

اس وقت بھی قبائل میں بہت بڑا تنازعہ چل رہا ہے اور خصوصاً میری ایجنسی مہمند میں پورے قبائل اور settled areas کے درمیان ایک ایسا علاقہ ہے جو انگریزوں کے زمانے سے لے کر آج تک متنازعہ ہے۔ آپ سب حضرات کو معلوم ہو گا اور تاریخ میں ہے کہ قبائل انگریزوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے لڑتے تھے لیکن border کا جو علاقہ تھا' انگریزوں نے کاغذات بنا کر' زمین قبائل کی ' آباد قبائل ہیں' کوئی دوسری قوم اس میں نہیں ہے لیکن ان کے کاغذات مال settled area کے لوگوں کے نام بنائے گئے ہیں۔ یہ وزیرستان سے لے کر مہمند اور پورا مالا کنڈ تک ایک جھگڑا چل رہا ہے۔ ان لوگوں کو زمینیں دی گئی ہیں جنھوں نے انگریزوں کی خدمتیں کی ہوں گی۔ ہمارے لوگ اس چیز سے ابھی تک واقف نہیں ہیں کہ یہ کاغذات مال کیا ہوتے ہیں' پٹواری کیا ہوتا ہے۔ وہ تو ہمارے ہاں جس زمین پر قبضہ ہوا ہوتا ہے' جو اس پر رہتا ہے وہاں ان کے اپنے حدود' آباؤ اجداد اور ان سے ملے ہوتے ہیں۔ اس پر ہم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ فیصلے بھی کرتے ہیں لیکن آج صوبہ سرحد کی حکومت نے اس علاقے کو بھی settled area میں شامل کر لیا ہے۔

ہم مرکزی حکومت کو عرض کرتے ہیں کہ وہ اس میں مداخلت کرے۔ ہمارے قبائل کو صدر صاحب handle کرتے ہیں' صدر صاحب کے ordinance سے سب کچھ ہوتا ہے۔ نہ ان کا ordinance آیا ہے' نہ انہوں نے اس بارے میں کوئی حکم جاری کیا ہے۔ جناب Minister صاحب آپ سے درخواست ہے

کہ ذرا اس پر، راجہ صاحب یہ جو میں عرض کر رہا ہوں۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی، جی آپ فرمائیے۔ راجہ صاحب کر رہے ہیں۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ نہ کوئی اس کو note کر رہا ہے، نہ کوئی توجہ کر رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ راجہ صاحب بھی کر رہے ہیں اور وٹو صاحب بھی سن رہے ہیں۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ نہیں جناب یہ last والا، یہ last والا۔ جناب یہ جو ابھی جھگڑا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ قبائل کو پسماندہ رکھنے سے لے کر، افیون کے متبادل روزگار تک۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ جناب یہ جو ابھی جھگڑا ہے، جناب یہ جو ابھی والا معاملہ ہے، یہ جو زمینوں پر قبائلی dispute چل رہا ہے اور صوبائی حکومت نے وہاں مداخلت کی ہے اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ آئین میں بھی اس کے لئے یہ ہے کہ جب تک کمیٹی فیصلہ نہیں کرے گی تو اس علاقے کو کوئی حکومت control نہیں کر سکتی، جو لوگ اس پر آباد ہیں، جو قبیلہ اس پر آباد ہے وہ اس کو اس وقت تک control نہیں کرے گا لیکن آج یہ معاملہ وہاں پر چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم تمام سینیٹر صدر صاحب کے پاس گئے کیونکہ جب صدر صاحب کا آرڈیننس جاری ہو جائے تو سب کچھ ہوتا ہے ۔ ایف سی آر اور موجودہ قوانین جن سے لوگ تنگ ہیں ان کے بارے میں ہم نے ان سے عرض کیا ہے کہ ایک آرڈیننس نافذ کریں کہ وہاں پر قرآن و سنت کا نظام ہو، جو موجودہ حکومت کا مشن ہے اور جو موجودہ حکومت کرنا چاہتی ہے۔ آرڈیننس کے ذریعے سب سے پہلے قبائل سے یہ کام شروع کیا جائے ۔ قبائل اس کے لئے تیار ہیں اور قبائل میں پہلے ہی فضا موجود ہے۔ اس وقت ہمارا جو بھی مسئلہ ہوتا ہے ہم اسے اپنے رواج یا اسلامی روایات کے مطابق اس کو حل کرتے ہیں۔ الحمد للہ اس وقت اس ملک کے چاروں صوبوں سے ہمارے ہاں امن بھی اچھا ہے، وہاں فیصلے بھی ہوتے ہیں۔ کوئی ڈکیتی نہیں ہے وہاں دوسرے ایسے جرائم نہیں ہیں جو اس ملک میں ہیں۔ ہم ان سے یہی درخواست کریں گے کہ آرڈیننس کے ذریعے وہاں نظام اسلام کو نافذ کیا جائے۔

جناب والا! اس وقت ہمارے ہاں قبائل ایک ایسے نظام میں جکڑے ہوئے ہیں کہ جب کوئی بات

ہوتی ہے تو صوبائی حکومت، صوبائی انتظامیہ، گورنر سیکریٹریٹ، سیفران اور مرکزی حکومت۔ ہم چار جگہوں پر جکڑے ہوئے ہیں۔ جب کوئی ترقیاتی کام ہوتا ہے تو پہلے پولیٹیکل ایجنٹ، پھر صوبائی حکومت پھر گورنر سیکریٹریٹ سے ہو کر سیفران آ جاتا ہے۔ سیفران اس پر وقت لگا تا ہے ایک مہینہ، چار مہینے یا چھ مہینے، اس کے بعد وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں جاتا ہے۔ سال تو اس میں گزر جاتا ہے۔ جب یہ ترقیاتی کام کے لئے ان کو پیسہ دیتے ہیں تو صورتحال یہ ہے کہ ابھی مئی تک فنڈ ریلیز نہیں ہوا، جون تک ریلیز ہو جائے گا اور جون میں اس کو کیسے خرچ کیا جائے گا۔ آدھے جیبوں میں چلے جائیں گے اور پھر واپس آ جائیں گے اور پہلے ہی اس پر کٹ لگا ہوا ہے تو ہمارے ساتھ یہی ایک روٹین ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں پہلے درخواست دی ہے کہ ہمیں علیحدہ سیکریٹریٹ دیا جائے۔ جب تک قبائل کو علیحدہ سیکریٹریٹ نہیں دیا جاتا قبائل ترقی نہیں کر سکتے۔ صوبائی حکومت ہر ایک چیز میں مداخلت کرتی ہے۔ صوبائی حکومت کے تمام افسران وہاں ہوتے ہیں، وہ ڈائریکٹوریٹ، صوبائی سیکریٹری اور منسٹر کے ماتحت ہوتے ہیں تو وہ قبائل کی بجائے صوبائی حکومت کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں جتنا بھی صوبائی عملہ ہے وہ پورے قبائل پر اثرانداز ہیں۔ اس وقت ہماری سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ قبائل کو ایک علیحدہ سیکریٹریٹ دیا جائے۔ قبائل میں جو مردم شماری ہوئی ہے پہلے 1982 میں، یہ کم ہو گئے تھے اب تھوڑے سے بڑھ گئے ہیں لیکن وہ مردم شماری بھی صحیح نہیں ہوئی ہے۔ ہماری حکومت سے درخواست ہے کہ وہاں دوبارہ صحیح طور پر مردم شماری کی جائے۔

ہمارے قبائل جس غربت میں زندگی گزار رہے ہیں بحیثیت ایک مسلمان اور پاکستانی کے ہماری حکومت سے درخواست ہے کہ ان پر خصوصی توجہ دیں۔ ان کے جو ترقیاتی فنڈز بند کئے گئے ہیں ان کو ریلیز کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ جناب حاجی عبدالرحمان صاحب۔ اب میں جناب عابد حسین الحسینی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

جناب ساجد میر۔ جناب والا! مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ جانا چاہتے ہیں اس لئے پہلے ان کو تقریر کرنے کا موقع عنایت فرمائیں۔

سید عابد حسین الحسینی ۔ ٹھیک ہے جناب پہلے ان کو موقع دے دیں میں بعد میں تقریر کر لوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب۔ لیکن مجھے حیرانی ہے کہ آج

کے لئے تو مولانا صاحب کا نام لسٹ میں نہیں لکھا ہوا ہے۔ مولانا صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے یہ پہلے کرلیں۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: جناب چیئرمین! صدر کا خطاب ہم نے سنا ہے۔ انہوں نے چند عام چیزوں کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ ایک انہوں نے شریعت بل کے متعلق زور دیا ہے کہ کتاب و سنت کی بالادستی کو تسلیم کیا جائے اور دوسری بات یہ کہی ہے کہ یہاں پر فرقہ بندی اور جھگڑے ختم کئے جائیں۔ پھر یہ بات کہی ہے کہ یہاں پر مہنگائی اور یہ سب چیزیں ہیں ان کا خاتمہ کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام امور کے متعلق ان کی خواہش اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ قابل قدر ہے لیکن اس کے متعلق چند ضروری باتیں میں عرض کروں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ آج تک ہماری حکومت نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ چونکہ بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو ہم نے بھی اس کے جواب میں دھماکہ کیا۔ اس کے بعد یہ کہا کہ انہوں نے میزائل چلائے تو ہم نے بھی چلائے حالانکہ ہمیں قرآن پاک کا حکم ہے۔

(عربی)

ترجمہ: تم ہر ممکن قوت پیدا کرو۔ اتنی قوت پیدا کرو کہ تمہارے دشمن، تمہارے دین کے دشمن لرزتے رہیں اور کانپتے رہیں۔

مثال بھی دی ہے کہ تیار گھوڑے رکھو۔ اس کی موجودہ شکل یہ ہے کہ ایٹم بم بناؤ۔ زیادہ طاقت پیدا کرو جس سے تمہارے دشمن اور مخالفین لرزتے رہیں اور کانپتے رہیں۔ ایک اور گروہ جو تم نہیں جانتے وہ منافقین کا گروہ ہے۔ وہ بھی لرزتے اور کانپتے رہیں۔ اس بارے میں جنگی تیاری کے لئے جو تم خرچ کرو گے تو تمہیں مال غنیمت ملے گا اور تمہارے مال میں کمی نہیں آئے گی۔

اس لئے میں انقلابی تصور پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس تصور کو ختم کریں کہ بھارت نے یہاں پر میزائل چلائے ہیں تو ہم بھی چلائیں گے۔ نہیں، محمود غزنوی نے، محمد بن قاسم نے، احمد شاہ ابدالی نے اور شہاب الدین غوری نے یہ طرز اختیار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اتنی قوت پیدا کی تھی کہ جس سے فاتح بن گئے۔ آگے بڑھتے گئے۔

دوسری بات عرض کروں گا۔ اس وقت دنیا کے اندر نسل، قومیت، علاقائیت، رنگ اور زبان کے فتنے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یہ فتنے ختم کئے۔ یہ فرمایا کہ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان بناتے وقت ہم نے جدوجہد کی تھی۔ قائد اعظم نے ۱۰ چیزیں

پیش کی تھیں۔ ہماری تہذیب جدا ہے۔ تمدن جدا ہے۔ ثقافت جدا ہے۔ رواج جدا ہے۔ قانون جدا ہے۔ نظام حیات جدا ہے۔ زبان جدا ہے۔ دین جدا ہے۔ کیلنڈر جدا ہے۔ اس لئے الگ ملک چاہتے ہیں۔ اب یہاں پر قومیتوں کی بات چل پڑی ہے۔ قومیت کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ ہم نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا کیا ہے۔ بلندی نسل کی'' وطن کی' قومیت کی نہیں ہے۔ بلندی اور سر بلندی تقویٰ اور طہارت کی ہے' کردار کی ہے۔ آج قومیتوں کی بات ہوتی ہے۔ یہ قومیتیں پٹھان' اعوان' مغل' شیخ یہ سب تعارف کے لئے ہیں۔ بلندی کے لیے حضورصلعم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ کے متعلق کہا کہ سلمان فارسی ہمارے اہل بیعت میں سے تھے ۔ اس لئے یہ قومیتوں کی بات' پاکستان کے سب لوگوں کو برباد کرنے کے لئے ہے۔ یہ پٹھان ہے' اعوان ہے' مغل ہے' جس کا کردار بلند ہے اسی کو آگے بڑھایا جائے گا۔ پاکستان اگر ملا ہے تو دس کروڑ مسلمانوں کے لئے ملا ہے۔ یہ سندھی' پنجابی' بلوچی یا پٹھان کے لئے نہیں ملا۔ اس لئے ان چیزوں کو جن کو ہم ختم کر کے ہم ایک قوم بنے ہیں ہم آج ان کو پھر اٹھائیں گے۔

گنوادی تم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا سے زمین پر آسمان نے تم کو دے مارا

ہمیں چاہیئے کہ جس نصب العین کے لئے ہم نے پاکستان بنایا تو اسی پر قائم اور دائم رہیں۔ یہ فتنے چھوڑ دیں اور پھر پاکستان میں یہ جو مسائل کھڑے ہو گئے ہیں کہ صوبے کا یہ نام ہو' یہ نہ ہو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ خود صوبہ سرحد کے اندر ہندکو بھی ہے' پنجابی بھی ہے' اردو بھی ہے' پشتو بھی ہے' سرائیکی بھی ہے سب زبانیں موجود ہیں۔ اس لئے وہاں پر پختون خواہ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔ بے شک پختون اپنا تعارف جو کرائیں ، کرائیں لیکن صوبے کے لئے نہیں' وہاں آپ دیکھیے کہ تمام زبانیں موجود ہیں' تمام اقوام موجود ہیں۔ خاندان موجود ہیں۔ اس لئے میں درخواست کروں گا۔ان دوستوں سے اس بات پر کہ صوبے کا نام اگر مرضی کے مطابق نہیں ہوتا تو بغاوت کر دی جائے' نہیں۔ آپ پاکستان کی عزت و آبرو وقار کے لئے اب اٹھو۔ پھر اور فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔

جعفر از بنگال' صادق از دکن

ننگ ملت ننگ دین ننگ وطن

آج نجم سیٹھی جیسے یہ غدار پیدا ہو گئے ہیں۔ دوسرے ملک کے اندر جا کر اپنے ملک کی بے عزتی اور توہین کرتے ہیں۔ اس قسم کے فتنے پھیلانے والے اپنے ملک کے لئے ' اپنے علاقے کی ذلت اور رسوائی کے لئے

بک بک کرنے والے، انکو قرار واقعی سزا ملے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قائد اعظم نے یہ کہا تھا۔

Time will come when Hindu would cease to be Hindu and Muslim would cease to be Muslim not in the religious sense but in the political sense.

معلوم ہے کہ یہ بات قائد اعظم نے کب کہی تھی۔ قائد اعظم نے یہ بات کہی تھی جب فساد اور جھگڑے ہو رہے تھے۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ قائد اعظم رحمت اللہ علیہ نے کراچی بار کو address کیا ہے یہ جنوری ۱۹۴۸ کی بات ہے۔ یہ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی بات نہیں ہے۔ یہ قائد اعظم رحمت اللہ علیہ نے جنوری ۱۹۴۸ء کو بات کی ہے۔ جب آپ تقریر کر چکے۔

Any question?

کوئی سوال ہے؟ وکلاء نے پوچھا کہ آپ کا آئین پاکستان میں کیا ہوگا۔ جواب کیا دیا کہا،

"Who am I to give the Constitution? That was given to us by the Holy Prophet Muhammad (PBUH)!"

اور اس کے اندر کوئی خلل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج نبی پاک کی شریعت اس طرح نافذ العمل ہے، ہو سکتی ہے جیسے حضور صلعم کے زمانے میں تھی۔ انہوں نے پشاور میں تقریر کی کہ عبد الغفار خان یہ کہتا ہے کہ مسلم لیگ sincere نہیں ہے شریعت کے لئے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ جس آئین ساز اسمبلی کے اندر 95% مسلمان ہیں وہاں شریعت نہیں آئے گی تو اور کیا آئے گا۔ یہ بھی State Bank کے افتتاح پر انہوں نے کہا کہ "Western concept of economy is dangerous and detrimental for the whole world." فرنگی کا تصور معیشت تباہ کن، برباد کن ہے۔ ہماری معیشت کا تصور کائنات کے لئے ہے اور مصیبتوں سے نجات دے سکتا ہے۔ یہ بھی سنو! قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے سندھی دربار میں تقریر کرتے ہوئے کہا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازوں کے امام نہیں تھے، آپ صدر مملکت بھی تھے، کمانڈر انچیف بھی تھے۔ قاضی القضاۃ بھی تھے، معاشرے کے ملجا و ماویٰ بھی تھے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ ۱۱ اگست کی تقریر کی بات کرتے ہیں وہ قائد اعظم کی بعض باتوں کو سامنے نہیں رکھتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان جس مقصد کے لئے قائم ہوا تھا جب تک ہم انہی values کو، انہی مقاصد کو سامنے نہیں رکھیں گے ہم نجات نہیں پاسکتے، کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ایک اور بات بھی عرض کروں گا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قرآن پاک میں ارشادات آئے۔ (عربی) اللہ والے بنتے ہو، توحید والے بنتے ہو، فرمادو میری اتباع کرو، میری اتباع سے اللہ

بھی تم سے راضی ہوگا۔ جناب چیئرمین صاحب! ایک اور چیز آئی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اخبارات میں ایک بات آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مرقد کو گرا دیا گیا ہے۔ میں نے یہاں پر بیان دیا تو شہزادہ سلطان نے کہا تھا کہ تاریخ عالم میں اس سے بڑی اور کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی قبر موجود ہے، والد کی قبر موجود ہے۔ ہم تثلیث کو اللہ کے فضل سے ختم کرتے ہیں۔ خالص توحید کا اسلامی تصور یہاں پر پیش کیا۔ اس لئے میں نے مطلع کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے مرقد کا تحفظ کرو اور شہزادہ سلطان کو بھی کہا کہ تم اس کا تحفظ کرو۔ اس سلسلے میں کچھ علماء وہاں حکومت کے سامنے جمع ہوئے تو ان کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ وہ کسی مطالبے کے لئے نہیں آئے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا جو مقام ہے اور امت کا جو تصور ہے؛ وہ اس کو پیش کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے صدر اور وزیر اعظم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ شاہ فہد کو کہیں کہ تم کہتے ہو کہ ہم حرمین شریفین کے خادم ہیں، حرمین کے خادموں کو نبی پاک صلعم کی والدہ ماجدہ کی عزت و آبرو کا تحفظ کرنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تاریخی ریکارڈ ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے حضور صلعم کی والدہ ماجدہ کی جو شان ہے اس کو قائم کریں گے۔ اس کا تحفظ کریں گے اور جیسے میں بیان کر چکا ہوں کہ کتاب و سنت کی بالادستی کا جو بل ہے اس کو منظور کیا جائے۔ یہ جو ویلفیئر سٹیٹ کی بات کی ہے۔ چیئرمین صاحب! میں عرض کروں گا کہ میں نے زمانہ وزارت میں تین کمیٹیاں بنائی تھیں۔ ایک اتحاد بین المسلمین کمیٹی تھی، ایک نفاذ شریعت کمیٹی تھی، ایک اسلامی فلاحی مملکت کی کمیٹی تھی جس میں تمام فرقوں کے علماء موجود تھے۔ تمام نے متفق ہو کر شیعہ، سنی، وہابی، حنفی سب نے کہا ہے کہ مولانا نیازی کے زمانے میں جو رپورٹ پیش ہوئی تھی اسی کو برقرار رکھا جائے۔ وہ آج بھی قائم و دائم ہے۔ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں۔ اس اعتبار سے میں سمجھتا ہوں کہ فرقہ وارانہ اختلافات کو ختم کرنے کے لئے ان سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ یہ فتنہ ختم ہو جائے گا۔ محبت اتحاد و اتفاق کی بات ہوگی۔ جنگی تیاری کے لئے میں نے بات کی ہے۔ اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ بھارت نے یہ بنالیا، نہیں، آپ اپنے اندر اتنی طاقت پیدا کرو۔ (فارسی)

اتنی قوت پیدا کرو۔ پھر نئے محمود پیدا ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر کی جو خواہش ہے، جو انہوں نے اظہار کیا ہے، جو چاہتے ہیں اسی کے مطابق وزیر خوارک آپ کے سامنے بات کر رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی صوبہ پنجاب سارے ہندوستان کے لئے غلہ مہیا کرتا تھا۔ آج بھی بھارت کے پنجاب میں اتنی گندم پیدا ہوتی ہے کہ وہ برآمد کرتے ہیں تو ہم کیوں محتاج ہو گئے۔ میں متوجہ کروں گا کہ وہ جو انہوں نے

وسائل پیدا کئے ہیں۔ گندم کی پیداوار بڑھائی۔ وہ ہمیں کہتا ہے کہ امریکہ سے کیوں لیتے ہو، ہم سے لے لو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی ضروریات کو پورا کریں۔ کسی کے محتاج نہ رہیں۔ گندم باہر سے نہ منگوائیں بلکہ ہم باہر بھیجیں۔ علی ہذا القیاس ہمیں خود اعتمادی اور خود سازی کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے جو Welfare State آپ نے قائم کی تھی۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا۔ (عربی کا ترجمہ۔) لوگوں کو کب سے تم نے غلام بنا لیا۔ ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔ اسی طریقے سے ایک غیرمسلم عیسائی کچھ مانگ رہا تھا۔ پوچھا کیا مانگ رہا ہے؟ انہوں نے بتایا تو کہا ہاں ان لوگوں نے جوانی میں ہماری مدد کی ہے۔ ان کا باقاعدہ وظیفہ لگا دو۔ ان سے کوئی جزیہ وصول نہیں کیا جائیگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے لئے کھانا حرام ہے جس کا پڑوسی بھوکا سو جائے۔ پڑوس تو چالیس چالیس گھروں تک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہماری حکومت قانون سازی کرسکتی ہے کہ چالیس گھروں تک مشرق، مغرب، شمال اور جنوب، مخیر آدمیوں کو پابند بنایا جائے۔ کیونکہ کوئی آدمی خودکشی کر رہا ہے، کوئی بھوک سے مر رہا ہے۔ ان کو باقاعدہ پابند بنا دو۔

اسلام کا نظام قرآن و سنت کی بالادستی سے آئے گا۔ وہ دنیا کے اندر امن لائے گا۔ مشرق اور مغرب میں انقلاب لائے گا۔ امریکہ میں جو کالے اور گورے میں تمیز ہے۔ اپنے بیگانے کی بحث ہے۔ وہاں پر کالے عیسائیوں کو گرجوں کے اندر نہیں جانے دیتے۔ ان سب چیزوں کا علاج یہ ہے کہ جو نبی پاک صلعم نے پیش کیا۔ قرآن و سنت کی بالادستی آئے گی۔ (فارسی کا ترجمہ۔) عزت اور عظمت کا معیار نسل، وطن، قومیت، حاکمیت میں نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور کردار کی طہارت میں ہے۔ اس لئے جو صدر کی خواہش تھی جو وہ چاہتے ہیں اس کا اعلان کیا جائے۔ اگر ہم خلافت راشدہ کے نظام کو جاری کریں اور اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ ہم تمام پریشانیوں سے نجات پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے۔ آمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت بہت شکریہ۔

سید عاقل شاہ۔ جناب ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ موقع دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ نہیں آپ تشریف رکھیں۔ اس وقت وضاحت کا وقت نہیں ہے۔ انہوں نے بڑی وضاحت سے بات کی ہے۔ اس میں وضاحت کی گنجائش نہیں ہے۔ جب آپ کو تقریر کا موقع ملے گا تو اس میں وضاحت کر دیں۔ جی عابد الحسینی صاحب۔

سید عابد حسین الحسینی۔ بہت شکریہ جناب قائم مقام چیئرمین، میں شکریئے کے ساتھ تقریر شروع کرنے سے پہلے مقدمتاً کچھ وضاحت کردوں تاکہ تقریر سے جو نتیجہ لیا جائے اس میں پھر آسانی

ہو سکے اور کچھ وضاحت ہو۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی چیز یا شخص کی تعریف کی جاتی ہے تو تعریف کے لئے تین صورتیں متصور ہو سکتی ہیں۔ اس شخص میں جو بھی صفات پائی جاتی ہوں۔ یا تعریف بالکل ان صفات کے مطابق ہے۔ جتنی صفات پائی جاتی ہیں اتنی ہی تعریف کی جائے۔ یا یہ ہو گا کہ جو صفات اس شخص میں پائی جاتی ہوں اس سے کچھ کم تعریف کی جائے یا تیسری صورت یہ ہے کہ جو صفات اس شخص میں پائی جاتی ہوں اس شخص میں ، معرف میں یا موصوف میں ' اس سے کمتر یا اس سے بالا تر۔ یہ تین صورتیں ہیں کہ جن میں کسی شخص کی تعریف کی جا سکتی ہے ۔اس سلسلے میں' میں ایک حدیث بھی عرض کروں کہ امام جعفر صادق علیہ الصلوۃ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی تعریف کرتا ہے اور تعریف اس کی صفات کے مطابق کرتا ہے تو اس کو کہتے ہیں تعریف ' یہ واقعی تعریف ہے ' یہ ہے حقیقی تعریف اور یہ حقیقی معنی ہیں تعریف کے۔ اگر اس سے کم تعریف کرلیں جو صفات اس میں پائی جاتی ہوں تو پھر یہ حسد ہو گا یعنی یہ شخص حاسد ہے۔ اس لئے کہ جو صفات اس میں پائی جاتی ہیں' جو کمالات پائے جاتے ہیں' یہ اس سے کم تعریف کرتا ہے تو یہ حسد ہے اور واضح بھی ہے۔ تیسری صورت کے بارے میں ' میں نے عرض کیا ہے کہ جو صفات اس شخص میں پائی جاتی ہوں اور اس سے زیادہ تعریف کریں تو یہ ہے چاپلوسی۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کی زبان میں اس کو کیا کہتے ہیں ،چمچہ گیری کہہ لیں ،چاپلوسی کہہ دیں اور یہ بھی میں ساتھ ہی عرض کروں ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ خوشامد کہہ سکتے ہیں۔

سید عابد حسین الحسینی ۔ خوشامد البتہ ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ یہ کٹلری وغیرہ کا ذکر مناسب نہیں ہے۔

سید عابد حسین الحسینی ۔ بہرصورت اچھی بات ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میرے خیال میں علامہ صاحب بہت علمی بات کر رہے ہیں تو ذرا توجہ سے ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی غور سے سنیں۔

سید عابد حسین الحسینی ۔ راجہ صاحب کا بہت شکریہ ۔ایک دوسری حدیث ہے اسی سلسلے میں۔ وہ بھی امام صادق سے منسوب ہے ۔ حدیث یہ ہے کہ فرماتے ہیں (اصدق اصدقائی من اھدیٰ الی

عیوب ہی) میرا خیال ہے کہ مضمون حدیث کہہ دوں '.شاید وہ لفظ حدیث میں نہ ہوں کہ جو میرے ذہن میں ہیں۔" میرا سب سے بہترین دوست وہی ہے کہ جو مجھے میرے عیوب بتائے"۔ جو مجھ میں عیب پائے جاتے ہوں، خوشامد نہ کرے، جو کمزوریاں مجھ میں ہوں وہ بتائے۔ یہ بات جو میں نے کی' یہ عنوان مقدمہ جو میں عرض کر چکا دوستوں کی خدمت میں ، آپ کی خدمت میں ، تو صدر صاحب کی تقریر پر میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا۔ میں بہت معذرت کے ساتھ یہ عرض کر دوں کہ صدر صاحب بے شک شریف النفس انسان ہیں ' رہنمائی ہونی چاہیئے ان کی طرف سے ۔ میں صدر صاحب کی تقریر بدقسمتی سے سن نہیں سکا تھا کیونکہ میں موجود نہیں تھا لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تقریر کا یہ انداز نہیں ہوتا ۔ اس کو ہم تقریر نہیں کہتے ۔ جس طرح ہم کسی debate میں کسی کو کہتے ہیں کہ اب فلاں شخص تشریف لائیں گے اور اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے، یہی ہوتا ہے کہ خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔ یہ نہیں ہوتا کہ جو تعریف اور جو نغمے ہم بار بار سن چکے ہیں وہی تعریفیں اور وہی چیزیں تقریر میں موجود ہوں ۔ تقریر ایسی ہونی چاہیئے کہ وہ رہنمائی فرمائیں۔ جو خامیاں پائی جاتی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے سربراہ مملکت کی حیثیت سے ان کو کچھ رہنمائی فرمانی چاہیئے اور میں بھی زیادہ مزاحم نہیں ہونا چاہتا ' زیادہ آپ کا وقت نہیں لینا چاہتا۔

کل پرسوں بھی ہمارے کچھ دوست یہاں ارشاد فرما رہے تھے بعض مسائل کے بارے میں کہ آیا ان کے لئے بھی شریعت بل کی ضرورت ہے۔ ٹی وی کا ایک مسئلہ دیکھ لیجئے ۔ ہم اس بات سے ناراض ہیں کہ ہم محرم میں جب ٹی وی دیکھ رہے تھے تو عجب احساس ہوا۔ منقبت پڑھنے کے لئے کیسی لڑکیوں یا نعت کے لئے کیسے لوگوں کو لایا جاتا ہے۔ میں حیران ہوں اس لئے کہ کچھ سر' صورت کے لحاظ سے ' قیافے کے لحاظ سے ایسے افراد لانے چاہئیں کہ جو منقبت اہل بیت اور نعت رسول پڑھتے ہوں۔ ایسے افراد ہوں جو بہتر ہو ں ۔ یہ درست ہے کہ ان کے سروں کے اوپر چادر تو ہوتی ہے لیکن چادر کے ساتھ ساتھ ان کے بالوں کی جو آرائش ہوتی ہے وہ مجبوری ہے کیونکہ وہ آرائش پہلے دکھا چکے ہیں ٹی وی کے خبر نامے میں تو کسی نعت اور منقبت کے سلسلے میں بھی یہی ہوتا ہے ۔ دوستوں نے وہ سب دیکھا ہوگا ۔اس کے لئے کس شریعت بل کی ضرورت ہے ۔اس کے لئے تو ایک آرڈر کی ضرورت ہے کہ ٹی وی والے آرڈر کریں کہ ایسے لوگوں کو جو دین کے لئے ننگ ہوں اور دین کے لئے عار ہوں ' باعث شرم ہوں ' ہم ان کو نہیں لائیں گے ٹی وی پر اور خاص طور پر ایسے پروگراموں میں جو ایک تقدس رکھتے ہوں۔

دیگر مسائل کے بارے میں جو میں عرض کر رہا تھا تو مسائل بہت سارے ہیں۔ ایک مسئلہ ہے قبائل کا، شاید کچھ اشارات دیئے گئے ہیں' میں بہرحال تکرار کر لوں کہ یہ مملکت' مملکت اسلامی ہے۔ یہاں کے

ذمہ داران مملکت واقعی مسلمان ہیں، وہ شریف النفس افراد ہیں۔ ان کے ایک آرڈر سے سب کچھ درست کیا جا سکتا ہے اور درست ہو سکتا ہے۔ قیامت کے دن ان سے پوچھا جائے گا۔ میں زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارے گاؤں میں ایک ایسا مسئلہ پیش آیا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ یہ آپ کے مزارعے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ اگر یہ کام نہیں کرتے تو ہمارے گھر خالی کریں ۔ ہمیں زمین کے لئے آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو آپ بھی اسی طرح فیصلہ کر سکتے ہیں ۔ یہاں پر بھی یہی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ ٹی وی کے چیئرمین صاحب یا ذمہ داران ان چیزوں کو کر سکتے ہیں ۔ وہ غور نہیں کرتے ۔ دوسرا مسئلہ میں قبائل کے عنوان سے 'قبائل کے لحاظ سے عرض کرنا چاہتا تھا ۔قبائل کا مسئلہ بھی یہی ہے' یہ تو آپ جانتے ہیں کہ وہاں پر پولیٹیکل نظام ہے ' جیسے کہ ابھی ہمارے دوست فرما رہے تھے کہ وہاں پر قبائل کے کیا حالات ہیں۔ یونیورسٹی میں ان کا کوٹہ بھی cancel کر دیا گیا ہے ۔ وہاں لوگ یونیورسٹی جانے کے لئے بے تاب ہیں۔ ان سے وعدے کیے جاتے ہیں ۔وہ بیچارے یونیورسٹی میں داخلے کے لئے بے تاب ہیں اور کئی مہینوں تک چکر لگاتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ FCR کا ہے۔ وہاں پر ترقی کا کوئی نظام نہیں' کوئی سلسلہ نہیں۔ پرمٹ کا سلسلہ ہے۔ کوئی اپنی سبزی لے جانا چاہے تو اس پر بھی ٹیکس لیا جاتا ہے۔ اپنا گڑ لے جانا چاہے' کوئی چینی کی بوری لے جانا چاہے تو اس کے لئے بھی ٹیکس کا سلسلہ ہے۔ یہ مسائل ہیں ۔امن و امان کے سلسلے میں' میں عرض کروں کہ یہ مجھے ایک فیکس آیا ہے۔ میں اس فیکس کو پڑھتا ہوں اور اس پر ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ یہ پارٹی کے چیئرمین ہیں اور یہ ابھی بول رہے ہیں۔

سید عابد حسین الحسینی ۔ سیالکوٹ کے قریب ہندوستانی سرحد کے قریب واقع چوکی جمعت کے ساتھ ایک سادات کی بستی خواجہ سادات میں گیارھویں محرم کی رات کچھ درندوں نے درندگی کی انتہا کر دی ۔ رات ایک بجے 15 افراد جو کہ اسلحہ سےلیس تھے' سادات کی بستی میں گھروں میں گھس گئے ۔ جو مرد موجود تھے' ان پر بے انتہا تشدد کر کے ان کو گھروں میں بند کر دیا گیا جبکہ گھروں میں موجود خواتین کی عصمت دری اور بےحرمتی کی۔ یہ گھناؤنا کھیل کھیلا گیا۔ اس میں سے میں کچھ جملے چھوڑتا ہوں۔ یہ دیکھ لیجیئے کہ یہ گھناؤنا کھیل دو تین گھنٹے ہوتا رہا ۔ اس کے بعد وہ دو تین خواتین کو اٹھاکر ساتھ لے گئے ۔ جن میں ایک 11 سالہ سیدزادی بھی شامل تھی 'جن کے ساتھ یہ درندے درندگی کا مظاہرہ کرتے رہے ۔ صبح یہ خواتین برہنہ حالت میں دوسرے گاؤں سے کپڑے مانگ کر گھروں کو واپس آئیں۔ مذکورہ لوگوں میں سے

چند ایک کو پہچان لیا گیا۔ صبح جب یہ لوگ قریبی سبز پیر تھانہ میں پہنچے تو وہاں کے ASI عارف نے الٹا ان کو ڈرایا دھمکایا اورمسلسل تین روز تک اس واقعہ کو دبائے رکھا۔ پنوں عاقل میں بھی دیکھ لیں۔ یہ بھی ہمارے لئے ایک بدبختی اورمصیبت ہے کہ اس ملک میں دہشت گردی کا سلسلہ اتنا بڑھ چکا ہے، اتنا آگے جا چکا ہے کہ اگر تین چار جگہ case ہو جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ اب تک الحمدللہ کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔ اب تو حالات اچھے ہیں۔ ہمیں تو اس پر رونا چاہیئے۔ کیوں حالات اچھے ہیں، کیوں تین، چار یا پانچ جگہ ایسے حالات رونما ہوتے ہیں ۔ میں اب زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن ان چیزوں کی طرف ہمیں متوجہ رہنا چاہیئے۔ جناب چیئرمین! متوجہ رہیں اور صدر صاحب کو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تقریر جو یہاں پر رواج ہے، ایک رسم ہے کہ صدر کا خطاب ہو گا، اس سے کچھ رہنمائی ہونی چاہیئے، کچھ ہدایات ہونی چاہیئں، کچھ ارشادات ہونے چاہیئں، کچھ فرامین ایسے ہونے چاہیئں جو حکومت کو ایک لائن دیں ۔ صرف یہ نہ ہو کہ جس طرح ہم وزراء یا دوسرے حضرات سے تعریفیں اور نغمے سنتے ہیں، اسی طرح صدر کی تقریر کا سلسلہ بھی جاری رہے ۔والسلام علیکم ۔

Khawaja Qutabuddin: Will the government take notice of these crimes?

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ وزیر صاحب نے notes لے لئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کا پتا کریں گے۔ اب سید قائم علی شاہ صاحب کی باری ہے۔ وہ شاید تشریف نہیں رکھتے تو میں جناب تاج حیدر صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

جناب تاج حیدر ۔ شکریہ جناب صدرنشیں! آج جس وقت یہ ایوان صدر مملکت کی تقریر پر بحث کر رہا ہے تو ملک ایک ہمہ جہت بحران میں پھنسا ہوا ہے ۔ امن و امان کا بحران ہے، حقوق اور آزادیوں کا بحران ہے ، سیاسی بحران ہے، عدالتی بحران ہے اورمعیشت کا بحران ہے۔ جناب عالی! وقت کی تنگی اس بات کی اجازت نہیں دیتی ہے کہ ہرتفصیل میں جایا جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معیشت جس بحران سے دوچار ہے اس نے دیگر بحرانوں کو جنم دیا ہے اور ہماری معیشت ایک بہت بڑی solid majority کو effect کر رہی ہے۔ Those under-privileged people of this country, who have no voice of their own and who are not heard, unless they burn themselves today.

جناب عالی! معیشت کا بحران کس طرح سے دوسرے بحرانوں کو جنم دے رہا ہے۔ ایک طرف بڑھتی ہوئی مہنگائی، غربت، بیروزگاری اور اس کے اوپر احتجاج، وہ احتجاج خاموش ہو یا پرشور ہو، کوئی خود کو جلا کر ختم کر دے یا خودکشی کر دے یا سڑکوں پر نکلے۔ ایک طرف وہ احتجاج ہے۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ حکومت ایک بے حس حکومت ہے۔ This is an insensitive government. And sir, the insensitiveness of this government is compounding the miseries of the people اور اس بحران کو بڑھایا جا رہا ہے۔ دوسرا رخ یہ ہے کہ ان تکلیفوں اور ان miseries پر جو بھی صدائے احتجاج بلند کی جاتی ہے، پریس کی طرف سے بلند کی جاتی ہے یا مقبول سیاسی راہنماؤں کی طرف سے بلند کی جاتی ہے، اس کو دبایا جاتا ہے، اس کو کچلا جاتا ہے اور اس میں قوانین ایسے بنائے جا رہے ہیں کہ جن سے سیاسی حقوق کو دبایا جائے۔ سیاسی آزادیاں دبائی جا رہی ہیں اور اقدامت ایسے کئے جا رہے ہیں کہ جو آواز اٹھائی جاتی ہے اس کو کچلا جاتا ہے۔ ان تمام چیزوں کی وجہ سے ایک سیاسی بحران ملک میں پیدا ہو رہا ہے۔

جناب عالی! It's the economy crisis which has given rise to the political crisis we are facing today اور اس سیاسی بحران کی وجہ سے سیاسی عدم استحکام پیدا ہو رہا ہے۔ The country is facing political instability اور اس political instability کی وجہ سے، ملک سے سرمایا باہر جا رہا ہے، ملک میں investment نہیں ہو رہی اور ہمارا معاشی بحران اور زیادہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔

جناب! حکومت کی طرف سے بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ جو معاشی بحران ہے وہ 28 مئی کے دھماکوں کی وجہ سے ہے۔ وزیر خزانہ نے یہاں تک کہا کہ 28 مئی کے دھماکوں نے کوئی 10 billion dollar کا ہماری معیشت کو نقصان پہنچایا ہے۔ جناب عالی! ان دھماکوں کے پیچھے کیا logic تھی۔ Why it was found necessary that we should deplete our nuclear arsenal by six devices? کیا اس کی کوئی سائنسی وجہ تھی، سائنسی ضرورت تھی، کیا کوئی دفاعی ضرورت تھی یا اسے صرف ایک جذباتی قوم کے لئے ایک نفسیاتی حربے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ان چیزوں پر debate ہو گی، یہ چیزیں آگے چل کر سامنے آئیں گی کہ cold tests ضروری تھے یا ان چھ devices کو تباہ کرنا ضروری تھا۔ لیکن ایک بات جو روز روشن کی طرح عیاں ہے وہ یہ ہے کہ ان دھماکوں کا معاشی بحران سے کوئی تعلق نہیں جس کا کہ ملک سامنا کر رہا ہے۔ جناب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ جو اقدامات اس دھماکے کے بعد حکومت کی طرف سے ہوئے ہیں ان کے long term effects بہت dangerous ہیں لیکن فوری طور پر حکومت

نے کچھ مہلت اور سہولت حاصل کی، اور اس میں پہلی چیز انہوں نے یہ کی کہ جو گیارہ بلین ڈالر کے foreign exchange کے deposits تھے ان کو freeze کر دیا۔ long terms میں ہمارے banking system کی، ہماری state کی credibility اس سے متاثر ہوتی ہے لیکن immediate relief انہوں نے 11 billion dollars کا لیا۔ اس کے بعد جناب پیرس کلب کی re-scheduling کہ جو ہمیں قرضے ادا کرنے تھے وہ re-schedule ہوگئے۔ اب وہ قرضے اگلے دو یا تین سال تک ہمیں نہیں ادا کرنے۔ اس سے وہ قرضے ختم نہیں ہو جاتے، اس سے ان قرضوں پر interest ختم نہیں ہوجاتا، وہ اگلی حکومت کو شاید ادا کرنے پڑیں لیکن یہ کہ ایک فوری طور پر سہولت ملی۔ تیسری چیز policy frame work paper ہے جو IMF and World Bank سے sign کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے سے پھر relief لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس کی بھی شرائط ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے long terms effects ہیں۔ اس کے پہلے بھی effects ہیں لیکن immediate relief تمام کی تمام حاصل کی گئیں۔

جناب عالیٰ! یہ پہلی منتخب حکومت ہے جس نے IMF سے شرائط طے کی ہیں اور policy frame work paper پر دستخط کئے ہیں۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ حکومت کو dissolve کیا جاتا تھا۔ ایک نگران حکومت لائی جاتی تھی اور وہ نگران حکومت IMF سے نئی شرائط اگلے تین سال کے لئے مرتب کرتی تھی، جس پر اگلی حکومت کو عمل درآمد کرنا پڑتا تھا۔ یہ پہلی منتخب حکومت ہے جس نے خود بیٹھ کر IMF کے ساتھ وہ policy frame work paper sign کیا ہے اور وہ paper sign کیا ہے۔ یہ صرف میرا خیال نہیں UNDP کی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ اس policy frame work کی وجہ سے اس ملک میں غربت اور بے روزگاری اپنی انتہا تک پہنچ جائے گی۔ یہ ملک اس وقت بھی اگر آپ social indicator کے حساب سے دیکھیں تو غربت میں اس کا نمبر 134 ہے۔

جناب عالیٰ! اس policy frame work کے تحت درآمد محصولات میں کمی کی گئی اور بہت drastic کمی کی گئی۔ they have been brought down from 65% to 35% اور اس کی وجہ سے ہمارے درآمدی محصولات میں quantum wise کوئی دس بلین کی ہمیں کمی ہوئی ہے جو کہ ہر سال 18 یا 20 Billion بڑھنی چاہیئے تھی۔ دوسرا اس کا effect یہ ہوا ہے کہ کیونکہ درآمدی محصولات میں کمی کی گئی ہے اس لئے ہماری ملکی صنعت کو جو competitive edge حاصل تھا وہ کم competitive edge اس وقت حاصل نہیں ہے۔ Sir, forget about increasing exports of the country وہ تو گر ہی رہی ہیں 12% ہر سال۔ اس سال 12% گری ہیں۔ Sir, we have lost our home market اب ہماری home

market بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ وہ بیرونی ملکوں کے پاس ہے وہ اس لئے کہ ہم نے درآمدی محصولات میں کمی کی ہے۔

دوسری چیز جو اس policy frame work paper میں ہے وہ utilities کی شرح میں اضافہ ہے۔ گیس کی، بجلی کی اور تمام utilities کی شرح میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جناب! ملک برباد ہو چکا ہے اور آپ صرف گھنٹی بجا رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ ضرور بولیں۔ یہ پہلے طے ہوا تھا۔ آپ کے پاس دو منٹ اور ہیں، یہ وقت بھی آپ مشورے دینے میں استعمال کریں۔ یہ پہلی گھنٹی ہے۔

جناب تاج حیدر۔ جناب عالیٰ ملک برباد ہوگیا the country has gone پھر جناب utilities کی شرح بڑھائی گئی ہے۔ نجکاری نے monopolies کو فروغ دیا ہے۔ دوسرا یہ کہ جو crisis private sector میں ہیں، اس وقت صرف آٹھ ہزار کارخانے سندھ میں بند ہیں۔ آپ اگر سمجھیں تو development budget وہ 7% of the GDP سے کم ہو کر 2.8% of the GDP پر آیا ہے۔ ہمارے بجٹ کا خسارہ ہمارے development budget سے چلتا ہے۔ تیل کی قیمتوں میں کمی ہوئی، اس کا فائدہ ہم نے consumers تک نہیں پہنچایا۔ اس میں ہم نے صرف اپنے revenues generate کرنے کے لئے کہا۔ اس وقت ہمارے پاس دو راستے تھے یا تو یہ فائدہ ہم producer تک پہنچا دیں اور cost of production کو کم کریں یا یہ جو ہمارے competitors ہیں جو کہ اس cost of production کو کم کرکے سستی مصنوعات بنا رہے ہیں، ان سستی مصنوعات کو ہم اپنے ملک میں درآمد کریں۔ ہم نے یہ دوسرا راستہ اختیار کیا اور ہم نے تیل کی عالمی قیمتوں میں جو drop ہوا تھا اس کا فائدہ نہیں اٹھایا۔

جناب عالیٰ! there is no distributed discussion over economy میں چار نکات صرف اپنی تجاویز کے دینا چاہتا ہوں اور اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ sir the situtation calls for heavy investment in public sector جس سے کہ un-employment ختم ہو، جس سے کہ jobs نکلیں اور جس سے سرمایہ گردش میں آئے کیونکہ جب تک وہ demand create نہیں ہو گی اس وقت تک ہم recession سے نہیں نکلیں گے۔ ہمیں heavy investment public sector کے اندر کرنی چاہیئے۔ جناب عالی! ہمیں utilities کے دام کم کرنے چاہیئں اور انہیں realistic level پر لانا چاہیئے تاکہ ہم اپنی مصنوعات کو competitive بنا دیں۔

جناب عالی! ہماری جو صنعتیں بند ہیں ان کے لئے ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ کیا ہم ان لوگوں کو پھر سے loan دیں گے اور facilities دیں گے جو ان corporate funds کو اپنے personal funds میں convert کرتے رہے ہیں - ہمیں ان صنعتوں کے ملازمین کو یہ موقع دینا چاہیئے کہ وہ ان صنعتوں کو خود چلا سکیں اور جن اداروں نے ان میں financing کی ہے ان کی financing میں equity ہو۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری rural economy تباہ ہو رہی ہے - The rural poverty, the rural unemployment is posing a great danger. وہ اس لئے کہ ہمارے بڑے بڑے farms ہیں ' ان farms کو mechanize کیا جارہا ہے اور کسانوں کو بے روزگار کرکے شہروں کی طرف دھکا دیا جارہا ہے۔

جناب والا! ہم اس ملک میں land reforms کو postpone نہیں کر سکتے۔ یہ جتنی agricultural sector کی باتیں ہو رہی ہیں یہ صرف اس بنیادی سوال کو postpone کرنے کے لئے ہیں جو land reforms کا ہے۔

Sir, we have to involve the people in the economic regeneration,

کیونکہ یہی مزدور ' یہی کسان ' یہی محنت کرنے والے جن کے بچے رات کو بھوکے سوتے ہیں ' اس ملک کے حاکم ہیں اور ان کو involve کئے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ جی نثار محمد خان صاحب۔

جناب نثار محمد خان۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں، جس طرح کہ مولانا صاحب نے فرمایا ہے ' کہیں حکومت کے اقدامات کو سراہا ہے تو کہیں ان کی کوتاہی اورسستی کی بھی نشاندہی کی ہے لیکن صرف اسے غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ میں چونکہ خود کاشتکار ہوں اس لئے کسانوں اور کاشتکاروں کے قرضے کے متعلق جو انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ حکومت کا ایک اچھا قدم ہے تو یقیناً اچھا ہے لیکن قرضوں کی وصولی کے لئے جو حربے استعمال کئے جاتے ہیں ' اس سے بہتر ہے کہ کسانوں کو یہ قرضے نہ دیئے جائیں - اس کے علاوہ اگر زمیندار ' کاشتکار انڈسٹری لگانا چاہے تو وہ بے چارہ مجبور ہے اور نہیں لگا سکتا کیونکہ قانونی طور پر اس کی زمین قرضے کے لئے قانونی طور پر pledge نہیں ہوسکتی - اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے لئے مناسب قانون بنایا جائے یا کوئی اور طریقہ نکالا جائے تاکہ اگر زمیندار یا کاشتکار انڈسٹری لگانا چاہے تو وہ زمین کو قرضہ حاصل کرنے کے لئے pledge کرواسکے۔

یہاں پر موٹر وے کا ذکر ہوا ہے ۔ یقیناً یہ اس ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے گی لیکن اس پر جو restaurants بنے ہیں، اگر آپ نے خود اس پر سفر کیا ہو تو آپ کو علم ہو گا کہ وہ بہت زیادہ مہنگے ہیں۔ ان پر busesچلتی ہیں ' buses میں غریب مسافر ہوتے ہیں ' وہ کیسے چیزوں کی مہنگی قیمتیں برداشت کریں گے ۔ یا تو جس طرح ہماری دوسری سڑکوں پر عام restaurants ہیں ' یہاں بھی ان کو اسی طرح سے اجازت ہو یا پھر ان نرخوں کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

قرآن پاک کے چینل کی تعریف کی گئی ہے۔ واقعی یہ حکومت کا ایک احسن قدم ہے لیکن ترجمہ کے ساتھ ساتھ اگر اس کی تھوڑی سی تفسیر بھی ساتھ دی جائے اور وقوعہ بیان کیا جائے کہ اس کے نزول کی وجہ کیا تھی تو میرے خیال میں یہ ہم سب مسلمانوں پر ایک بہت بڑا احسان ہو گا۔

وزیراعظم کے دوروں پر ہمارے بھائیوں نے اعتراض کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج جو دھماکے ہوئے ہیں اور ان کا زیادہ اثر خواہ وہ sanctions کے ذریعے سے ہوا ہو یا کچھ اور اقدامات سے ہوا ہو، میرے خیال میں وزیراعظم کے یہ دورے ہی ہیں جن سے وہ اثر زائل ہوا ہے ۔ وہ اس کوشش میں کامیاب بھی ہوئے ہیں کہ یہ ہماری ضرورت تھی۔ ہندوستان اگر دھماکے نہ کرتا تو ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ان دوروں سے ہماری معیشت کو سنبھلنے میں بھی کافی مدد ملی ہے۔

صحت کے متعلق صدر صاحب نے خطاب فرمایا۔ PIMS اسلام آباد کا ایک بہت اچھا ہسپتال ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ یہاں دل کے آپریشن کے لئے ایک سرجیکل یونٹ قائم کیا جائے۔ اس کے لئے میں نے already Prime Minister صاحب سے بات کی ہے لیکن وزیرصحت کو ہدایت ہونی چاہیئے کہ وہ اس کو pursue کریں۔

احتساب کے متعلق ہمارے بھائیوں نے فرمایا ہے کہ یہ ایک ٹھیک عمل ہے، اسے ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ احتساب جو ہو رہا ہے، یہ یکطرفہ ہے، انتقامی ہے۔ ایک منٹ کے لئے اگر ہم یہی تصور کرلیں کہ یہ کارروائی یکطرفہ ہے، انتقامی ہے، تو یہی ہمارے بھائی جو ہمیں دھمکی بھی دیتے ہیں کہ یہ کرسی ہمارے ساتھ ہمیشہ کے لئے نہیں رہے گی تو اسی کو دیکھتے ہوئے ہم یکطرفہ احتساب انشاء اللہ نہیں کریں گے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ کرسی ایک نہ ایک دن ہم سے چھن جائے گی اور اگر ہم انتقامی یا یکطرفہ احتساب کریں گے تو یہ دن ہم پر بھی آنے والا ہے۔

مولانا فضل محمد صاحب نے فرمایا ہے کہ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ ہم ایک غیرت مند قوم ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہماری غیرت مندی کا ثبوت تو یہ ہے کہ امریکہ اپنے میزائل داغتا ہے

اور وہ ہماری حدود سے گزر کر ہمارے ایک پڑوسی، مسلمان ملک افغانستان میں گرتے ہیں۔ میں ان کو چودہ سو سال پیچھے لے جاتا ہوں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کافروں کے ظلم و تشدد کی وجہ سے نہیں چھوڑا تھا؟ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کی وجہ سے وہی مکہ پھر فتح نہیں ہوا تھا؟ ہمیں صبر کرنا چاہیئے اور انشاء اللہ یہی امریکہ، یہی یورپ جو آج ہمارے ساتھ ظلم کر رہے ہیں، یہ اپنی اس دلدل میں خود پھنسیں گے۔

یہاں دو قومی نظریہ کی بات ہوئی۔ قوم میں یہ بات پھیلائی جا رہی ہے کہ دو قومی نظریہ دم توڑ چکا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ دو قومی نظریہ ساری دنیا میں ابھر رہا ہے۔ ہندوستان، جو ہمارا پڑوسی ملک ہے، وہ اس سلسلے میں بہترین مثال ہے۔ بی جے پی ایک ہندو پرست جماعت ہے اور ہندو پرستی ہی کی وجہ سے وہ ہندوستان میں برسراقتدار ہے۔ کانگریس جو secularism کا دعویٰ کرتی ہے، یہاں پر کل میرے ایک بھائی نے کہا ہے کہ ہمیں تو شرم نہیں آتی ہے، ہم تو بہانگ دہل کہتے ہیں کہ ہم ایک secular جماعت ہیں۔ میں معذرت اور ادب کے ساتھ کہتا ہوں کہ secularism منافقت کا دوسرا نام ہے۔

یہاں مسلح افواج یا دفاعی بجٹ میں کمی کی بات ہوئی۔ اگر مسلح افواج یا دفاعی طور پر آج ہم مضبوط نہ ہوتے تو ہندوستان کو ہم جواب کیسے دیتے؟ افغانستان پر جب روس نے چڑھائی کی تو اگر پاکستان دو قومی نظریہ کی وجہ سے وجود میں نہ آتا تو ہمارے افغانستان کے بھائی کہاں پناہ لیتے۔

یہاں کرپشن کے متعلق بات ہوئی ہے۔ اس کے لئے بھی موجودہ گورنمنٹ نے اقدامات کئے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال خدمت کمیٹیاں ہیں۔

ہمیں یہ دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں کہ حکومت اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی تو ہم لوگوں کو سڑکوں پر نکالیں گے۔ یہ کوشش کب نہیں ہوئی ہے یا نہیں ہو رہی ہے لیکن ابھی تین جلسوں کی آپ کو میں مثال دیتا ہوں، ایک اینٹی کالا باغ ریلی، نمبر ۲ محترمہ بے نظیر کا نوشہرہ میں جلسہ اور ابھی سرانجام خان جب سیکرٹری جنرل بنے اور اقبال خان جھگڑا جب صوبہ سرحد کے لئے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے تو ان کا جو استقبال ہوا ہے، میں پریس والوں کو چھوڑتا ہوں کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ کریں کہ قوم کس کے ساتھ ہے۔

خٹک صاحب نے اپنی بڑی ناراضگی ظاہر کی تھی کہ مسلم لیگ کے ترجمان کی حیثیت سے کسی نے بیان دیا ہے اور ان کو غدار قوم، یا غدار کہا ہے۔ میرا ان کی بات سے اتفاق ہے۔ ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں اور اگر کرنی ہی ہیں تو پھر ہم میں اتنی جرأت ہونی چاہیئے کہ ہم اپنا نام بتائیں کیونکہ نام جب

نہیں بتایا گیا تو خٹک صاحب نے مسلم لیگ کو جھاڑا۔ نوازشریف کو، شریف خاندان اور رائے ونڈ اور اس حد تک کہا کہ اگر یہ مسلم لیگ ہے تو یہ نواز شریف کی مسلم لیگ ہے، رائے ونڈ کی مسلم لیگ ہے، شریف خاندان کی مسلم لیگ ہے - میں اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اگر وہ ترجمان اپنا نام ظاہر کرتے تو خٹک صاحب یہ الفاظ نہ کہتے۔

میرے بھائی بشیر مٹہ صاحب نے کہا ہے کہ یہ مسلم لیگ جو وجود میں آئی ہے، یہ چمچوں کی مسلم لیگ ہے - چمچوں کی مسلم لیگ ہی سہی میرے بھائی لیکن کچھ عرصے پہلے آپ کا انہی چمچوں کے ساتھ اتحاد تھا، کہیں پھر غلطی نہ فرمائیں۔

خدائے نور صاحب نے فرمایا کہ اے این پی والے جب ہمارے ساتھ تھے تو بڑے اچھے لوگ تھے لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ بڑے خراب ہیں۔ ہم نے تو شاید نہیں کہا ہے لیکن خدائے نور صاحب سے میں التجاء کروں گا کہ ان کی طرف سے ہمارے لئے جو گزارشات ہیں وہ کیا ہیں؟

انسانی حقوق کی بات ہوئی، جناب انسانی حقوق جو مغرب نے وضع کئے ہیں وہ بالکل اسلام کے خلاف ہیں۔ ان میں اگر ایک لڑکی بلوغت کو پہنچتی ہے تو اپنے والدین کے روبرو وہ کسی کے ساتھ بھی جا سکتی ہے اور جو کچھ کرنا چاہے کر سکتی ہے۔ یہ ان کے انسانی حقوق ہیں لیکن جس طرح ابھی مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں اسلام میں جب ایک لڑکی بالغ ہو جاتی ہے تو بغیر محرم کے باہر نہیں جا سکتی۔ نکاح کا جو انہوں نے کہا ہے اس کا یہ ہے کہ عورت نے ببانگ دہل، آواز بلند سے نکاح کیا، صرف اذان جو ہے، اذان کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا نام مسجد میں ببانگ دہل لینا ہے۔ وہ بھی عورت کے لئے ناجائز ہے، اسلام میں حرام ہے۔ انہی باتوں کے ساتھ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا مشکور ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ میں نے کسی کی دل آزاری نہیں کی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہت بہت شکریہ۔ میں درخواست کرتا ہوں مولوی سید امیر صاحب سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

مولوی سید امیر خان : جناب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے میں چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان معرض وجود میں آتے ہی اندرونی و بیرونی خطرات اور سازشوں سے دوچار رہا ہے۔ جس طرح اپنوں اور بیگانوں نے اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ ان تمام ہلاکت خیز

حالات کے باوجود پاکستان کا دنیا کے نقشے پر موجود رہنا اور ایٹمی قوت بننا خالق کائنات کا ایک عظیم احسان ہے۔ جس کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ تاہم جناب صدر صاحب کے اس خیال سے میں اتفاق نہیں کرتا کہ پاکستان جوان ہو چکا ہے۔ یہ نہ صرف ہماری خوش فہمی ہے بلکہ غلط فہمی ہے۔ پاکستان تو صرف اور صرف اس وقت جوان ہو گا جب اس میں نظریہ پاکستان کی حقیقی روح کے مطابق خالص اسلامی نظام کا نفاذ ہو گا۔ یہی وہ منزل ہے جس کے لئے پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا اور جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ آخر ہم کب تک اس دو رنگی کے پردے میں اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو دھوکہ دیتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی اور اس معزز ہاؤس کی وساطت سے صدر پاکستان کی خدمت میں یہ شکوہ ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی ذات سے قوم کو اسلامی نفاذ کے حوالے سے بہت امیدیں وابستہ تھیں۔ مگر ان کی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کا سرسری جائزہ لینے سے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنے خطاب میں قرآن و سنت کی بالادستی کا رسمی طور پر ذکر کر کے جان خلاصی کی کوشش کی ہے اور اس اہم مسئلے کو پس پشت ڈالنے میں اپنے پیش روؤں کی تقلید کی ہے۔

جناب چیئرمین! کیا ہمارے لئے یہ شرم کا مقام نہیں کہ قرآن و سنت کی بالادستی ہی وہ منزل ہے جس کے لئے مسلمانان ہند نے بے مثال قربانیاں دی تھیں۔ مگر عملی طور ہم اسلامی نظام کا نام سنتے ہی بدکتے ہیں۔ اگر ہمارا واقعی یہی یقین ہے کہ اسلامی نظام کا نفاذ ہی تحریک آزادی کے منشور کی تکمیل ہے تو آخر اس کو عملی طور پر نافذ کرنے میں کون سی رکاوٹ حائل ہے۔ میرے خیال میں تو اس کے سوا اور کوئی رکاوٹ در پیش نہیں کہ ہم اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ ہمارے دل کا یقین ہمارے زبانی دعوے کی تصدیق نہیں کرتا۔ ہم بے ہوشی میں نفاذ اسلام کی رٹ لگاتے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے خوشی ہے کہ گزشتہ سال قومی اسمبلی نے نفاذ اسلام کے حوالے سے آئین کی پندرھویں ترمیم منظور کی اور خدا کرے کہ سینٹ بھی جلد از جلد اسے منظور کرے۔ مگر دکھ کی بات یہ ہے کہ ایک خالص اسلامی مملکت میں نظام اسلام کے لئے پارلیمنٹ میں بل پیش کرنے کی ضرورت کیوں کر پیش آئی۔ کیا مسلمان کے معنی یہ نہیں کہ وہ شخص جو اسلام کے مطابق زندگی گزار رہا ہو' کیا ایک سچا مسلمان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے کہ قرآنی قانون کو منظوری کے لئے کسی انسانی اجتماع یا پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے۔ کیا شریعت محمدی پر کسی اور کی مہر تصدیق ثبت کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا ہمارا یہ رویہ خالق کائنات اور فخر موجودات کی شان میں بہت بڑی گستاخی نہیں۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اگر سینٹ سے پندرھویں ترمیم منظور کروانے میں کوئی مشکل درپیش ہے تو صدر پاکستان اور وزیراعظم مل کر اسلامی نظام کے فوری نفاذ کی کوئی سبیل نکالیں۔ اس سلسلے

میں آئینی پیچیدگیوں میں الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور نظام اسلام کے مطابق زندگی گزارنا ہم سب پر لازم ہے۔

جناب چیئرمین! اس بات کی ہزار قسمیں اٹھائی جا سکتی ہیں کہ ہماری بقاء اور خوشحالی کی ضمانت نہ تو ایٹم بم دے سکتا ہے اور نہ صنعت و زراعت کی ترقی۔ بلاشبہ یہ بھی اسباب تو ہیں لیکن نظام اسلام مسلمانوں کے لئے وہ بنیادی سبب ہے جس کے بغیر باقی سارے دنیاوی اسباب بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ہمارے تمام مسائل کا حل صرف اور صرف شریعت محمدی میں مضمر ہے۔ یہی ہمارا ایمان ہونا چاہیئے اور اس پر ہمارا عمل ہونا چاہیئے۔ والسلام، شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر اذان ظہر تک جاری رکھا جائے۔۔۔۔ ٹھیک ہے تو پھر پانچ بجے تک ہاؤس کو adjourn کرتے ہیں۔

[Then the House was adjourned to meet again at 5:00 O clock in the evening on the same day i.e 11th of May 1999]

(The House resumed its evening sitting at 5.26 p.m. with Mr. Presiding Officer (Mr. Muhammad Akram Zaki), in the Chair)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں خدائے نور صاحب! ہم دونوں تو آ گئے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب مناسب تو یہی ہے کہ adjourn کر دیں کیونکہ کسی نے آنا نہیں ہے شام کو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں آئیں گے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: مشکل ہی نظر آ رہا ہے۔ آپ کم از کم half an hour کے لئے adjourn کر دیں۔ ہم تین، چار بندے موجود ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن: اس وقت ہم تین بندے ہیں اور تینوں Opposition benches والے ہیں۔ حکومت کا تو کوئی بندہ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میاں یٰسین صاحب تو آ گئے ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب میاں صاحب کے دم خم سے ہی ساری حکومت چل رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب کوئی خالی ہاؤس میں تو نہیں بولیں گے۔ پہلے پچیس تیس آدمی تھے تب بھی انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ کیوں جی پھر چھ بجے تک دوبارہ شروع کریں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب آپ for half an hour اسے adjourn کر دیں۔

Mr. Presiding Officer: So at 5.45 p.m. hopefully we will come back.

[The House then adjourned for fifteen minutes.]

[The House reassembled at 6.00 p.m. again with Mr. Presiding Officer (Mr. Muhammad Akram Zaki) in the Chair.]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی محترمہ نسرین جلیل صاحبہ تقریر فرمائیں گی۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب چیئرمین! کیا آدھ گھنٹے کے لئے point of order نہیں ہو گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آدھ گھنٹہ نہیں کیونکہ یہ continued session ہے۔ وہ کل صبح ہو گا سب کچھ point of order وغیرہ۔ اس وقت صرف تقریریں ہی ہوں گی۔ جی نسرین جلیل صاحبہ۔

بیگم نسرین جلیل: جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ ویسے تو اس ایوان میں کسی موضوع پر بھی اظہار خیال کرنا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے کیونکہ حکومت سن کر اصلاح احوال نہیں کرتی۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں اس میں intervene تو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ Cuba نے ثابت کیا ہے کہ بین بجانے سے اچھے اثرات ہوتے ہیں اور milk کی production بڑھ جاتی ہے۔

بیگم نسرین جلیل: ہم تو بین بجا رہے ہیں، شاید کبھی اثر ہو جائے۔

(مداخلت)

Mrs. Nasreen Jalil: May I continue, sir?

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی پلیز۔

بیگم نسرین جلیل، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ حکومت تجاویز کو سن کر اصلاح احوال کرتی مگر ایسا کچھ نہیں ہو رہا اور اس کی تمام پالیسیاں پنجاب کی hegemony establish کرنے کی طرف گامزن ہیں۔ نواز شریف حکومت نے حب الوطنی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے جناب چیئرمین! چاہے وہ کوئی بھی ہو جو ان کی پالیسیز سے اختلاف رکھتا ہو۔ چاہے الطاف حسین ہوں، اجمل خٹک صاحب ہوں، نجم سیٹھی ہوں، پیپلز پارٹی کے لیڈر ہوں، nationalists ہوں جو کہ اپنے احساس محرومی کی وجہ سے علیحدگی پسندی کی طرف جا رہے ہیں۔ مضبوط مرکز اور patriotism کے نعرے بہت بلند ہوتے رہے اور unilateral form of government جس کا رجحان جنرل ایوب خان کے زمانے سے شروع ہوا، اس نے پاکستان کو دولخت کیا۔ اس کے بعد ضیاء الحق صاحب کی پالیسیز ایسی تھیں کہ regionalism کا یا provincialism کا رجحان پیدا ہوا اور بے چینی رہی۔ میں سمجھتی ہوں کہ قومی یکجہتی کے لئے ضروری ہے کہ عوام کے احساس محرومی کو ختم کیا جائے۔ آج بھی تنازعات بڑھتے چلے جا رہے ہیں، چاہے وہ کالا باغ ڈیم ہے، NFC award ہے۔ Census کے بارے میں شکوک و شبہات ہیں۔ Issues پر consensus پیدا کرنے کی بجائے لوگوں کو positions لینے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس میں سے قومیتوں کا ردعمل فطری بات ہے۔ مگر زور، جبر، زبردستی اور اشتعال کے ذریعے ملک کو head on collision course پر ڈال دیا گیا ہے۔ اب یہ عام تاثر ہے کہ حکومت، پنجاب کو federation سے علیحدہ کرنا چاہتی ہے۔ جناب چیئرمین! غور سے سنیں۔ حکومت، پنجاب کو federation سے علیحدہ کرنا چاہتی ہے۔ Punjabization کا عمل زوروں پر ہے۔ پنجاب کا ملک کے تمام وسائل پر قبضہ بلا شرکت غیرے کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ مگر جس طرح سے یہ وسائل خرچ ہو رہے ہیں وہ عوام کی تعلیم اور صحت پر خرچ نہیں کئے جا رہے۔ "ڈان" کی گیارہ مارچ کی ایک رپورٹ تھی کہ "US abstained on the ESAF vote because of concerns of showcase اور government's spending. They called them;showcase projects." project میں انہوں نے دیا ہے لاہور اسلام آباد موٹر وے، self-employment scheme, yellow cab scheme and they said that it was for dishing out money to their favourites. آج شاید

بلوچستان کی بات ہو رہی تھی کہ تین لاکھ یا تین ملین پتا نہیں کتنا تھا' self-employment scheme کے حوالے سے دے رہے ہیں' تو اگر وہ اپنے favourites کو دیں گے تو جو لوگ غریب ہیں وہ ویسے ہی رہیں گے اور جو مراعات یافتہ طبقہ ہے they will keep on getting richer. اب تو international community بھی یہ بات جان گئی ہے کہ موجودہ حکمران نہیں چاہتے کہ ملک کے عوام تعلیم حاصل کریں اور ان میں شعور پیدا ہو۔ اس وجہ سے کہ عوام اگر تعلیم یافتہ ہوجائیں گے' ان میں شعور پیدا ہوگا تو وہ حکومت کے تسلط سے نکل جائیں اور پھر اپنے فیصلے خود کریں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ایم کیو ایم کی مخالفت اتنی شدت سے ہے کیونکہ ہم ملک میں feudalism کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو resources ہیں ان کو judiciously distribute کیا جائے تمام صوبوں میں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دہرا نظام تعلیم ختم ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ انصاف سب کے لئے یکساں ہو۔ یہ نہیں کہ سمیعہ عمران کا خاندان اگر اثر و رسوخ رکھتا ہے تو ان کو گرفتار نہ کیا جائے یا ان کے خلاف مقدمہ قائم نہ کیا جائے ۔اگر وہی ایک عام آدمی کی بچی ہوتی تو اس کو فوراً پابند سلاسل کر دیا جاتا۔

جناب چیئرمین! نواز شریف صاحب کراچی کو پنجاب کی کالونی بنانا چاہتے ہیں۔ متحدہ قومی موومنٹ کو ختم کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے بنیادی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کی ہیں۔ اس ایوان میں اس کی بازگشت مستقل آپ سن رہے ہیں' چاہے وہ ماورائے عدالت قتل ہو' خواتین کی بے حرمتی' مہاجر آبادی سے دشمنوں کا سا سلوک' چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال ہو لیکن چیز غور کرنے کی یہ ہے کہ ہزاروں افراد کو گرفتار کر کے ان کو بھاری رقوم لے کر چھوڑا جاتا ہے۔ وہ مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے گھر کی قیمتی اشیاء کو بیچیں' زیور بیچیں' گھر کو گروی رکھوائیں۔ اب یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی ہے کہ چند ایس ایچ اوز 1992 سے عوام پرظلم کر رہے ہیں۔ ایک سو سے زیادہ پولیس اسٹیشن ہیں کراچی میں جن میں 1992 سے آج تک وہ ایس ایچ او موجود ہیں جنہوں نے مظالم ڈھائے ہیں' جن کے خلاف ثبوت موجود ہیں کہ وہ extra judicial killings میں ملوث ہیں۔ گورنر راج امن قائم کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس کا اصل مقصد ایم کیو ایم اور مہاجروں کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہے ۔ اس پالیسی کے تحت ہمیں پکڑو' تشدد کرو اورختم کر دو کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔

Mr. Chairman, with great repercussion , Sindh continued to be ruled by the Article 232 (C) of the Constitution , making the Sindh Assembly redundent. There are more incidents of violance and law and order problems in Punjab but the

Governor Rule is not established there. Why?

جناب چیئرمین! ایسی بہت ساری چیزیں ہیں، بہت سارے واقعات ہیں لیکن اگر میں ایک شخص کا ذکر نہیں کروں یعنی جمیل احمد جو ہمارے لیبر ڈویژن کا رکن تھا۔ پی پی ایل میں لائین مین تھا۔ اس کو 23فروری کو گرفتار کیا گیا ۔ الطاف حسین صاحب کا لاہور میں بار کونسل سے خطاب تھا ۔ اس کے arrangements کو دیکھنے وہ لاہور جا رہا تھا۔ اس کو پولیس نے گرفتار کیا۔ ہم نے پریس کانفرنس کی کیونکہ ہمیں ہمیشہ یہ خدشہ رہتا ہے کہ جو لوگ گرفتار ہوتے ہیں ان کی گرفتاری مہینوں دکھائی نہیں جاتی اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کو مار کر پھینک دیا جاتا ہے۔ میں نے خود ایس ایچ او سے رابطہ کیا۔ غضنفر کاظمی نام ہے ان کا جنہوں نے گرفتار کیا تھا۔ ہمارے ایم پی اے ہیں لاکھانی، احسان اللہ، ہم تینوں سے اس نے کہا کہ اگر آپ نے پریس کانفرنس نہ کی ہوتی تو میں چھوڑ دیتا۔ اب میں اپنا کام کروں گا۔ آپ نے اپنا کام کر دیا۔ اس پر پولیس حراست میں تشدد کیا گیا، اس کو الٹا لٹکا کر مارا گیا، چیرے لگائے گئے، پٹرول کے انجکشن دینے کا ایک نیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اسے پھر جیل میں بھیج دیا گیا۔ پانچویں یا چھٹے روز جیل میں اس کی حالت اتنی خراب ہوئی کہ اس کو ہسپتال لایا گیا۔ وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ختم ہو گیا۔ ایس ایچ او کا اس کے گھر والوں سے یہ کہنا تھا کہ اگر سینیٹر نسرین جلیل پریس کانفرنس نہ کرتی تو یہ بچہ بچ جاتا۔ جناب چیئرمین! اگر آپ کسی شخص کے گرفتار ہونے پر آواز بلند کریں تو اس شخص کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اقبالی بیانات دینے کا سلسلہ چلا۔ بار بار کارکنوں پر تشدد کر کے اقبالی بیان لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے شکیل عمر کو متعدد بار باہر نکالا گیا ۔ جب مجسٹریٹ کے سامنے اقبالی بیان کے لئے لایا گیا تو مجسٹریٹ نے دیکھا کہ اس کا جسم زخموں سے بھرا ہوا ہے ۔ اس نے اس کو فوراً جیل بھیج دیا اور اپنے گارڈز کے ساتھ جیل بھجوایا۔ اس شخص کی تفتیش کے لئے جو انسپکٹر تھا وہ ایف آئی اے کا جاوید انجم تھا۔ اس شخص کو مہینہ بھر قبل گورنر صاحب نے suspend کیا تھا کیونکہ اس شخص نے غیر قانونی چھاپا مارا تھا بی بی سی کے ادریس بختیار صاحب کے گھر پر اور ان کے خاندان والوں کو ہراساں کیا تھا۔

جناب چیئرمین! یہ تو ہے extent ان کے مظالم کی یا شاید اس سے بھی یہ بڑھ سکتے ہیں۔ پھر حکومت نے کچی آبادیوں کو منہدم کرایا۔ پچاس پچاس سال سے جو آبادیاں تھیں اور ان کے lease کے papers ملنے والے تھے۔ ہزاروں لوگوں کو بے گھر کیا۔ MTCs کا قیام آپ کے سامنے ہے۔ Anti Terrorist Ordinance 1999 آپ کے سامنے ہے۔ ان تمام اقدامات کا مقصد بندوق اور طاقت کے ذریعے

کراچی پر قبضہ کرنا ہے۔ جس کو وزیر اعظم پنجاب کی کالونی بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک ایسا وزیراعظم جو انصاف کی بات کرتا ہو، جلد اور سستے انصاف کی بات کرتا ہو اور اپنے appointed اہل کاروں کو ماورائے عدالت قتل سے نہیں روک سکتا۔ کیا وہ ملک سے مخلص ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ جی آپ کے دس منٹ ہو گئے ہیں۔

بیگم نسرین جلیل: جناب چیئرمین صاحب! بولنے دیں مجھے۔ جناب چیئرمین!

the Prime Minister's only objective is to divide Pakistan. To that end Pakistan has become a police state and we have a fascist as a ruler and it cannot be tolerated and must not be tolerated by you, me or other members sitting in the House. Accountability process is aimed to target the opposition. The Opposition Leader was singled out for that and what about the Sharif family itself Mr. Chairman

کیا انہوں نے اپنے loans write off نہیں کروائے؟ کیا ایسے لوگ اس ملک میں نہیں ہیں جنہوں نے default کیا؟ سارا نزلہ سندھ پر کیوں۔ اگر accountability ہوتی ہے تو سندھ کے بیوروکریٹس کی، اگر accountability ہوتی ہے تو سندھ کے industrialists کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ دو منٹ اوپر بھی لے لئے ہیں۔

بیگم نسرین جلیل: صرف ایک بات تو کر لینے دیں۔ میں سندھ کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں جو بہت ضروری ہے۔ آپ کی economy is in shambles آپ کی export and import دونوں گھٹ گئے ہیں which means there is no production and there is no opportunity for any job for any body اور حکومت اپنی adhoc policies مستقل اپنائے ہوئے ہے۔ سندھ major contributor ہے to the revenue, the Federal Government has withheld ten billion rupees of its amount. How are they going to meet their capital expenditures?

اب میں واپڈا کے بارے میں بات کرتی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔ اب مہربانی کر کے اس کو wind up کریں۔ وقت سے اوپر آپ نے تقریر کر لی ہے۔

بیگم نسرین جلیل: جناب چیئرمین! واپڈا کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے۔ کراچی کو بجلی سے

deprive کیا گیا ہے۔ ۳۵۰ میگا واٹ بجلی کی کمی واپڈا پوری نہیں کر رہا۔ جس طرح سے discrepancy ہے prices میں، ان تمام چیزوں کا اس ہاؤس کو بھی علم ہے۔ جو لوگ سن رہے ہیں ان کو بھی علم ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ حالات کا رخ نہ موڑا گیا تو نواز شریف ______

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ نے تین منٹ اوپر سے لئے ہیں۔ جب فیصلہ آپس میں ہوچکا ہے۔

بیگم نسرین جلیل: چیئرمین صاحب! ایک بہت اہم بات یہ ہے کہ اگر نواز شریف صاحب حکومت میں رہے تو وہ ملک کو اتنے زبردست اندھیروں میں دھکیلنے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ کوئی اس کو بچا نہیں سکے گا۔ صرف آخری بات جو میں کہنا چاہتی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وقت ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے چار منٹ اوپر سے لئے ہیں۔ اگر آخری بات ہے تو ٹھیک ہے۔

بیگم نسرین جلیل: چیئرمین صاحب! میں supremacy of Parliament یا independent judiciary یا freedom of press, administration to serve the people یا respect for opposition کی بات نہیں کر رہی ہوں لیکن میں صرف حکومت سے اتنی گزارش کر رہی ہوں کہ pluralistic approach اپنائیں۔ ethnic and linguistic اور cultural ______

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ تو پھر کافی باتیں ہو گئی ہیں۔ اگر ہر آدمی ہر بات کرے گا تو پھر کئی گھنٹے چاہئیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

بیگم نسرین جلیل: شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی راجہ اورنگ زیب صاحب۔ وقت بھی دیکھ لیں۔

راجہ اورنگ زیب: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا ہے کہ میں اپنے خیالات کا اس ایوان میں اظہار کروں۔ میں شروع کرتا ہوں اس بات سے کہ محترم جناب صدر صاحب نے اپنی تقریر میں تین باتوں کا خاص طور پر اظہار فرمایا ہے۔ نمبر ایک۔ اس ملک کے اندر دہشت گردی کو ختم

کرنا، اس کے بعد اس ملک کی معاشی حالت کو سدھارنا، اس کے بعد انہوں نے یہ بھی اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس ملک میں جلدی، فوری اور سستا انصاف مہیا کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔ میں اپنے آپ کو ان تینوں باتوں تک محدود رکھتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ جناب والا! ہمیں ان حالات کو بھی دیکھنا چاہیئے کہ جن حالات کے تحت ہمیں آج سے دو سال قبل حکومت ملی۔ جب ہم نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو ہمارے خلاف اندرون ملک اور بیرون ملک سازشیں ہوتی رہیں۔ پہلے کوشش کی گئی کہ ہمیں عدلیہ کے ساتھ لڑایا جائے۔ اس کے بعد سابقہ صدر فاروق احمد لغاری نے یہ بھی کوشش کی کہ کسی طریقے سے اس حکومت کو فارغ کیا جائے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے وزیراعظم محمد نواز شریف صاحب کے دل میں اس قوم اور ملک کے لئے ایک جذبہ ہے۔ وہ اس ملک و قوم کے لئے کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس ملک و قوم کو ایک ایسے دھارے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، جہاں ہم 2000 صدی میں شامل ہوں گے تو ہمیں اس بات کا احساس ہو گا کہ یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہے جو آج سے پچاس سال پہلے تھا۔

جناب والا! معاشی حالات یہ تھے کہ ہمارے پاس تین ماہ بعد تنخواہ کی ادائیگی کے لئے بھی بجٹ نہیں تھا کہ ہم پاکستان کے ملازمین کو تنخواہ دے سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سازشی ٹولہ جو تھا، اس نے ہمیں اندرونی طور پر بہت نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ انہوں نے ہمارے ساتھ یہ بھی زیادتی کی کہ ایک بھاری مینڈیٹ جو کہ نواز شریف کو ملا تھا، اس میں انہوں نے دراڑیں ڈالنے کی کوشش کی۔ انہوں نے لوگوں کو توڑنے کی کوشش کی لیکن اللہ کے فضل و کرم سے اپنی پوری کوششوں اور توانائیوں کو استعمال کرنے کے باوجود بھی وہ ہمارا ایک ممبر بھی خدانخواستہ اس طرف نہیں لے جا سکے۔ اس کے علاوہ چونکہ پہلے یہ جو چودہویں ترمیم تھی ، اس میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس سے پہلے ہماری اسمبلیوں میں دو چیزوں کا ہمیشہ اطلاق رہا ہے کہ ممبر یہ خیال کرتے تھے کہ ہمارے اوپر یہ جو تلوار لٹک رہی ہے، اسمبلیوں کے توڑنے کا اختیار جو صدر محترم کے پاس تھا کہ وہ کسی وقت بھی اگر ناراض ہوئے تو وہ اسمبلیوں کو disolve کر دیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب سے پہلے وزیراعظم محمد نواز شریف صاحب نے اور ہم نے ان اراکین کے اوپر سے یہ fear ختم کرنے کے لئے، یہ ڈر ختم کرنے کے لئے آئین میں ترمیم کی، جس پر پوری اسمبلی اور پورے سینٹ نے اتفاق رائے سے آئین میں ترمیم کر کے اسمبلی توڑنے کے اختیارات کو ختم کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں سیاسی استحکام ملا۔ اس سیاسی استحکام دلانے میں نواز شریف صاحب کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اس کے بعد معاشی حالات کی طرف تھوڑا سا میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ معاشی حالت کے بارے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے ملک کا خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ اس خزانے کے ساتھ جو لوٹ مار ہوئی وہ

کسی سے پوشیدہ نہیں، وہ کون لوگ تھے، انہوں نے کس بیدردی سے اس ملک کے خزانے کو لوٹا اور وہ دولت کو کہاں سے کہاں لے گئے۔ ہم نے پہلی بار اس ملک میں احتساب کا قانون نافذ کیا اور اس قانون کے تحت پاکستان میں پہلی بار ایک ایسے شخص ، رکن پارلیمنٹ ، ایک لیڈر کے خلاف احتساب بنچ میں کیس بھیجا گیا کہ جنہوں نے لوٹ مار کی انتہا کی ہوئی تھی۔ نتیجتاً احتساب بنچ نے اس ملک کی تاریخ میں پہلا آزادانہ فیصلہ کیا کہ کسی سیاستدان کو پانچ سال قید اور کروڑوں روپے جرمانہ کیا اور اس کو قومی اسمبلی اور سینٹ کی سیٹ سے disqualify کیا گیا۔ اس کے علاوہ ان کی جو پراپرٹی بنکوں میں موجود ہے، اگر وہ اس سے deny کرتے ہیں کہ ہم اس کے مالک نہیں ہیں تو وہ سامنے کہہ دیں کہ جی ہم مالک نہیں ہیں جو مالک ہے وہ لے جائے۔ وہ انکار بھی نہیں کرتے اور اصرار بھی نہیں کرتے۔ یہ گومگو کی پالیسی اپنائے ہوئے ہیں۔ ادھر کچھ کہتے ہیں، ادھر کچھ کہتے ہیں۔ ان کے بیرون ممالک میں دیئے گئے بیانات پڑھیں اور اندرون ملک کے بیانات پڑھیں آپ کو ان میں بہت بڑا تضاد نظر آئے گا۔

جناب والا! ہم نے احتساب کا عمل جاری رکھا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جاری رہے گا۔ ہم ہر اس آدمی کا، ہر اس سیاستدان کا احتساب کریں گے جس نے قوم کے ساتھ دھوکہ کیا اور اس ملک کے خزانے کو لوٹا۔ نواز شریف کو اس بات کا کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے پہلی بار اس قوم کو بتایا کہ اس ملک میں اب کوئی کرپشن نہیں کر سکے گا چاہے وہ سیاستدان ہو یا بیورو کریٹ ہو۔

اس کے علاوہ لاء اینڈ آرڈر پر بھی صدر صاحب نے فرمایا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ میں، کراچی میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ تھا۔ ہمارے دوست جو آج دوسرے بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں دل کی گہرائیوں سے ان کی قدر کرتا ہوں، احترام کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ ہم نے دو سال تک ان کو پورا پورا موقع دیا۔ یہ ہماری گورنمنٹ میں شامل تھے، یہاں بھی اور سندھ میں بھی۔ ان دو سالوں میں جو انہوں نے کارکردگی دکھائی وہ آپ کے سامنے ہے۔ وزیر اعظم پاکستان نے بار بار ان کو کہا کہ بھئی ہم پاکستان کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ ہم سندھ کی بھی ترقی کے خواہاں ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ مل کے سندھ کے حالات درست کرنے میں ہماری مدد کریں۔ مگر یہ کہتے کچھ تھے کرتے کچھ تھے۔ اندرون خانہ انہوں نے حالات اتنے خراب کر دیئے تھے کہ ہر آدمی کے دماغ پر خوف تھا۔ کوئی آدمی رات بارہ بجے کے بعد اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ بڑی سوچ و بچار کے بعد، وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے اپنی جماعت کی حکومت کو، اپنے چیف منسٹر کی قربانی دیکر سندھ میں اپنی حکومت کو ختم کیا اور وہاں پر گورنر راج نافذ کیا۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ تین چار ماہ میں کراچی کے حالات کتنے پرسکون ہوئے۔ لوگوں کو relief ملا۔

لوگوں نے اس بات کو appreciate کیا کہ وہاں پر فوجی عدالتیں قائم ہوئیں۔ انہوں نے فوری اور سستا انصاف مہیا کیا لیکن ان لوگوں کے پیٹ میں بڑی تکلیف ہوئی کہ جو اس کے خلاف تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت بہت شکریہ جی۔

راجہ اورنگزیب۔ اور اس کے بعد وہ لوگ امن نہیں چاہتے تھے کیونکہ وہ لوگ یہ چاہتے تھے کہ کراچی disturb رہے اور ان کی supremacy قائم رہے' ان کی bargaining قائم رہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت بہت شکریہ جناب۔

راجہ اورنگزیب۔ جناب مجھے ایک منٹ اور دیجئے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بس اب time ہو گیا ہے جی۔ ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

راجہ اورنگزیب۔ میں جناب آخری گزارش یہ کروں گا کہ اللہ کے فضل و کرم سے نواز شریف نے law and order کو بھی control کیا اور انہوں نے اقتصادی حالت کو بھی control کیا اور سستا انصاف مہیا کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ امن ہو گیا ہے۔ اب ڈاکٹر بلیدی صاحب تقریر فرمائیں گے۔ ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم------ (تلاوت)---------- جناب چیئرمین! میں نے ایک آیت کی تلاوت کی ہے۔ میں اس کا ترجمہ کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں اگر کوئی مذہب ہے تو وہ صرف دین اسلام ہے باقی دوسرے تمام مذہب حق پر نہیں ہیں ۔ آئین کی دفعہ نمبر ۲ کے تحت پاکستان کا مملکتی مذہب اسلام ہو گا اور دفعہ ۱۹ کے مطابق بھی' اس میں بھی تشریح ہے اور Article-20 کے مطابق بھی قانون اور امن و عامہ اور اخلاق کے تابع اور (الف) میں ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے اور اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہو گا۔

نمبر-۲ (بی) میں ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام چلانے کا حق حاصل ہو گا۔ Article No.22 کے مطابق بھی وہ ہر قسم کی تعلیم حاصل کر سکتا ہے ' جو بھی وہ اپنے اسلامی فرقہ میں حاصل کر سکتے ہے۔ شق ۳ (الف) میں قانون کے تابع کسی مذہبی فرقے گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں' جو کلی طور پر بھی اس فرقے یا گروہ کے زیر اہتمام چلایا' جاتا ہو' اس فرقے

اور گروہ کے طلباء کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی ممانعت نہیں ہو گی اور Article-227 میں بھی تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جس کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام کا حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس موقع پر بولنے کا موقع دیا۔ میرا تعلق جمعیت علمائے اسلام صوبہ بلوچستان سے ہے۔ میرا اس علاقے سے تعلق ہے جس کو مکران کہتے ہیں اور جسے بلوچستان کا آخری پسماندہ علاقہ کہا جاتا ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لیکن آج 51 سال گزرنے کے باوجود یہاں امریکہ کا قانون نافذ ہے۔ ہر حکومت نے اسلام کے نام کو اپنی حکومتوں کو بقاء دینے کے لئے استعمال کیا لیکن آج تک اسلامی قوانین نہیں لائے گئے حالانکہ Article-2 میں ہے کہ مملکت کا مذہب اسلام ہو گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو سفارشات قومی اسمبلی، سینٹ میں بھیجی ہیں ان کے مطابق قانون سازی نہیں کی جاتی ہے۔ شریعت بل لایا گیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت شریعت بل لانے میں مخلص نہیں ہے۔ اس وقت جب سینٹ میں حکومت کی اکثریت تھی تو اس وقت شریعت بل نہیں لایا گیا۔ جب تمام اتحادی جماعتوں نے ساتھ چھوڑ دیا، اس وقت شریعت بل لانے کا مقصد یہی ہے کہ حکومت خود شریعت نہیں چاہتی ہے۔

جناب چیئرمین! کہاں سے شروع کروں کہاں پر ختم۔ محترم صدر ملک کے لئے اکائی کی علامت ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کی ایک سال کی کارکردگی کو سامنے رکھ کر ان کی غلطیوں کے ساتھ ان کی اصلاح کے لئے بھی نشاندہی کریں لیکن بدقسمتی سے صدر نے حکومت کا لکھا ہوا ہدایت نامہ پڑھ کر سنایا۔ یہ ان کے فرض منصبی کے خلاف ہے۔ صدر کی حیثیت سربراہ کی ہوتی ہے۔ اگر گھر کا سربراہ صرف تعریفیں کرے تو گھر کا کیا حال ہو گا۔

جناب چیئرمین! بلوچستان کی پسماندگی کے متعلق آئین کے آرٹیکل کے حوالے سے بھی میں آپ کو بتاؤں گا۔ آرٹیکل نمبر 161 شق نمبر 78 کے مطابق قدرتی گیس کے سرچارج پر عائد کردہ وفاقی حکومت کی طرف سے وصول کردہ وفاقی محصولات کی اور وفاقی حکومت کی طرف سے وصول کردہ رائلٹی کی اصل آمدنی وفاقی مجموعی فنڈ کا حصہ نہیں بنے گی۔ وہ اس صوبے کو جس میں قدرتی گیس کا سرچشمہ واقع ہے ادا کی جائے گی۔ اس کے متعلق بلوچستان ساٹھ پرسنٹ گیس پورے ملک کو سپلائی کرتا ہے لیکن ابھی تک ہمارے دارالحکومت کوئٹہ کو بھی گیس سپلائی نہیں کی گئی ہے۔ وہاں قریب جو اوڑق کا علاقہ ہے وہاں

بھی ابھی تک گیس نہیں ہے ۔ دوسرا آرٹیکل 158 کہتا ہے کہ جس صوبے میں قدرتی گیس کا کوئی سرچشمہ واقع ہو سرچشمہ کی ضروریات پوری کرنے کے سلسلے میں ان پابندیوں، ذمہ داریوں کے تابع جو commitments ہوں ، اس کے علاوہ پاکستان کے دیگر حصوں پر ترجیح حاصل ہوگی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو معدنیات یا گیس جس صوبے سے نکلتی ہے سب سے پہلے اس صوبے کی ضرورت پوری کی جائے گی بقایا دوسرے صوبوں کو دی جائے گی۔ ہمارے قلات اور مستونگ کے علاقے کو بھی گیس نہیں دی گئی - یہ ہمارے ساتھ انتہائی ناانصافی ہے ۔ بلوچستان میں ان علاقوں میں جہاں تعلیم، سیاحت اور سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہے۔ کراچی سے تربت، مند تک کوئی سفر کرے تو دس دن تک ہسپتال کا مہمان بن جاتا ہے ۔ بلوچستان میں سینڈک ، بولان میڈیکل کالج، میرانی ڈیم تربت ائرپورٹ توسیع جیسے منصوبے بند پڑے ہیں - یہ کہاں کا انصاف ہے کہ لاہور ائرپورٹ کے لئے چودہ ارب روپے خزانے میں ہیں اور ہماری سڑکوں کے لئے پیسہ نہیں ہے۔ یہ انتہائی ظلم ہے ۔ یہاں وفاقی سیکریٹریوں میں ہماری کوئی نمائندگی نہیں ہے ۔ جہاں تک باہر کے سفارتخانے ہیں اور باہر بینک ہیں وہاں بلوچستان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ پاکستان میں جو پانچ بڑے عہدے ہوتے ہیں، صدر، وزیر اعظم، سپیکر قومی اسمبلی اور چیئرمین سینٹ ، چیف آف سٹاف، اکاون سال کی تاریخ میں بلوچستان کو ایک بھی موقع نہیں دیا ہے۔ جناب والا! ہم بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پاکستان کا حصہ ہیں اور جب میزائل گرائے جاتے ہیں، ایٹمی دھماکہ کیا جاتا ہے تو ہماری سرزمین کو استعمال کیا جاتا ہے اور فنڈ کے لئے پنجاب کو نوازا جاتا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے - یہ ہمارے لئے انتہائی افسوسناک ہے۔

جناب چیئرمین ! مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ ایک متوسط ملازم کا زندگی گزارنا مشکل ہوگیا ہے ۔ موجودہ حکومت کے آنے کے بعد روز بروز مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے ۔ بے روزگاری کا یہ عالم ہے کہ آئے دن لوگ تنگ آ کر خودسوزی اور خودکشی کر رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں حکومت کی خاموشی قابل مذمت ہے ۔ بدامنی کا یہ عالم ہے کہ کسی چھوٹے بڑے کی جان و مال و عزت محفوظ نہیں ہے۔ وفاقی وزیروں، ججوں اور غیرملکیوں کی بھی جان و مال محفوظ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! حکومت برائے نام احتساب کا نعرہ لگاتی ہے۔ احتساب ہونا چاہیئے یہ ایک اچھی روایت ہے لیکن احتساب کے نام پر سیاسی مخالفوں کو دبانا اچھی روایت نہیں ہے۔ اگر احتساب کرنا ہے تو پاکستان بننے سے لے کر آج تک احتساب کیا جائے ۔ ہم جمعیت العلمائے پاکستان رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرتے ہیں۔ نواز شریف بھی پانچ ارب روپے کا دفاع کرے، وہ بھی اپنے آپ

کو احتساب کے لئے پیش کرے۔ اکاون سال سے کبھی میاں، کبھی بی بی یعنی کبھی مسلم لیگ کبھی پی پی دونوں حکومتیں چلی آ رہی ہیں۔ ان دونوں نے اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے۔ ان دونوں پارٹیوں سے قوم بیزار ہے۔ اب تیسری قوت علمائے کرام کا قوم کو انتظار ہے۔ یہ دونوں پارٹیاں امریکہ بابا کو خوش کرنا چاہتی ہیں۔

جناب چیئرمین! صدر مملکت کے خطاب پر گزشتہ پورے سال میں سینٹ میں بحث نہیں ہوئی۔ سینٹ آنکھیں بند کر کے آئین کو بلڈوز نہیں کرتی۔ جس طرح کہ قومی اسمبلی کرتی ہے اور یہ بھی ایک سازش ہے کہ وہ ایک آرڈیننس لا رہے ہیں کہ جو بل سینٹ میں آئے گا اگر اس نے پاس نہیں کیا تو دوبارہ قومی اسمبلی automatically اس کو پاس کرے گی۔ ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے پاس ایٹم بم ہے لیکن ایک غریب ملک میں ایک مزدور اور کسان کو خشک روٹی میسر نہیں ہے۔ بے روزگاری اور مہنگائی نے غریبوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ غریب غریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور امیر امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔ دولت کی غیر مساوی تقسیم کی وجہ سے معاشرے میں بے شمار مسائل نے جنم لیا ہے۔ ہر شخص امیر بننے کے چکر میں ہر جائز و ناجائز کام کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ جب تک ہم شریعت اسلامی کو پاکستان میں نافذ نہیں کرتے اس وقت تک ہماری معاشرتی اور اخلاقی بہتری نہیں ہو سکتی۔ گزشتہ سال حکومت نے شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں ایک ڈرامہ یعنی سیاسی ایشو بنایا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ دونوں بڑی جماعتیں ملک اور اسلامی نظام سے مخلص نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! خارجہ پالیسی کی پوزیشن یہ ہے کہ ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔ گزشتہ دنوں بلوچستان میں بم گرائے گئے اور افغانستان پر حملہ کیا گیا۔ جب ہم نے یہاں پر پوچھا تو سب نے کہا کہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔ یہ ہماری خارجہ پالیسی ہے۔ ابھی تک ہم آزاد نہیں ہیں۔ اگر کوئی سینیٹر ویزہ لینے کے لئے UK یا امریکہ کی ایمبیسی جاتا ہے تو انہیں کہا جاتا ہے کہ لائن میں کھڑے ہو جائیں۔ اگر ان کا کوئی سیکشن آفیسر بھی ہمارے ہاں آتا ہے تو ہمارا وزیر اعظم اس کے استقبال کے لئے ائیرپورٹ پر جاتا ہے۔ کسی بھی ایمبیسی میں ہمارے ممبران کے لئے کوئی عزت و احترام نہیں ہے۔ جناب اس چیز کا نوٹس لیا جائے۔ اسلامی دنیا کی نظریں پاکستان کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ پاکستان ہماری مدد کرے گا جو عالمی دہشت گردی کے شکار ہیں۔ تمام غیر مسلم دنیا مسلمانوں کی نسل کشی کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ بوسنیا ہو یا فلسطین، کشمیر ہو یا کوسوو، صرف مسلمانوں کو ہی ختم کیا جا رہا ہے۔ عالمی دہشت گرد امریکہ اور انڈیا مسلمانوں سے خائف ہیں۔ انہیں علم ہے کہ اسلام ہی ان کی اجارہ داری کو ختم کر سکتا ہے

لیکن ہم امریکہ کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ روس کے بعد اب امریکہ کی باری ہے۔ ان کے مقدر میں شکست لکھی ہوئی ہے۔ جناب میں آخر میں معزز اراکین کی توجہ بلوچستان کی پس ماندگی کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے ہمیں حقوق دلوانے میں ہماری مدد کریں۔ میں آخر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ کرپشن کا یہ عالم ہے کہ ہر محکمہ کرپٹ ہے۔ پولیس اتنی بد نام ہے کہ ایک DIG ۵ ہزار تک بھی رشوت لیتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے شکریہ کا موقع دیں اور ان کو بولنے کا موقع دیں۔ جی عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں صدر صاحب کی تقریر پر کچھ تبصرہ کرسکوں۔ میں صدر صاحب کی تقریر پر تبصرہ کیا کروں گا۔ میں صدر صاحب کے لئے صرف دعا کر سکتا ہوں۔ خدا ان کو نیکی کی ہدایت دے۔ جناب چیئرمین! اس وقت صرف ایک وزیر صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں بلکہ لیٹے ہوئے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: میں آپ کی تقریر بھی سن رہا ہوں اور آپ کی شکل بھی دیکھ رہا ہوں۔

سید عاقل شاہ: چلو خیر ہے، تھک جاتے ہیں۔ Question Hour میں ہر محکمے کے جواب بھی دیتے رہتے ہیں۔ صبح بھی آئے تھے اور اس وقت بھی موجود ہیں۔ دوسرا کوئی وزیر یہاں پر موجود نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پارلیمانی امور کے انچارج ہیں اس لئے موجود رہتے ہیں۔ آپ اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

سید عاقل شاہ: جناب چیئرمین! میں صدر کی تقریر تو نہیں سن سکا کیونکہ میں ملک میں موجود نہیں تھا اور پڑھی اس لئے نہیں ہے کہ اس تقریر میں کوئی نئی بات نہیں تھی جو پچھلی تقریر میں نہ ہوئی ہو۔ صدر صاحب نے جو پچھلی تقریر فرمائی تھی اس پر کتنا عمل درآمد ہوا ہے، وہ آپ کے سامنے ہے۔ یہاں یہ ہمارا باقی ممالک کے ساتھ، مغربی ممالک کے ساتھ اور ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ میں ان کو کہوں گا کہ یہ بنگلہ دیش کی طرف ہی اگر دیکھ لیں تو ان کو کچھ سبق حاصل ہو گا۔ آج بنگلہ دیش کی economic condition ہم سے بہتر ہے۔ ان کی per capita income ہم سے بہتر ہے اور یہ باتیں

کرتے ہیں اپنی اپنی Ministries and Divisions کی ۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ یہاں جو عام آدمی ہے اس وقت کہیں بھی چلا جائے، تھانے میں چلا جائے تو وہاں مصیبت ہے، کچہری میں چلا جائے تو وہاں دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ آپ ہسپتال میں چلے جائیں وہاں دوا نہیں ہے۔ آپ سکول میں چلے جائیں وہاں ٹاٹ نہیں ہیں۔ آپ جہاز پر بیٹھ جائیں ہمیشہ لیٹ ہو گا۔ آپ PTV لگالیں شروع ہو گا نواز شریف سے، ختم ہو جائے گا شہباز شریف پر۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ PTV کا نام تبدیل کر کے اس کو PTV کی جگہ RTV رکھ دیں تو زیادہ بہتر ہوگا (Raiwind Television) میں نے تو آج تک نہیں دیکھا اور کچھ ٹائم کبھی کبھی صدر صاحب کو بھی دے دیتے ہیں ایک دو مہینے کے بعد۔ باقی اس کے علاوہ، نواز شریف صاحب کو دیکھیں کہ وہ تو ملک میں میرے خیال میں آج کل کم ہی رہتے ہیں۔ باہر دوروں پر زیادہ رہتے ہیں۔

آج میں نے اخبار میں پڑھا کہ کسی ایک ملک سے کراچی میں land کیا، hallow کیا اور دوسرے ملک کی طرف روانہ ہو گئے۔ تو یہ حالات ہیں۔ پانچ یا ساڑھے پانچ کروڑ روپے سال کا صرف ان کی Prime Minister's House میں لسی اور نہاری کا خرچہ ہے تو ملک کا حال پھر آپ کے سامنے ہے۔

احتساب کی بات کرتے ہیں۔ احتساب تو جناب وہ ہوتا ہے جو کہ سب کا ہو۔ یہاں پر تو one way احتساب ہے۔ اپنے احتساب کا یہ کیا بنائیں گے اور کیا کریں گے اس کا، آپ کے سامنے سب کچھ ہے، مجھ سے زیادہ پتا ہے۔ پھر ایک عجیب بات ہے جناب یہاں پر اس حکومت کی کہ جس وقت بھی بات کی جائے، چاہیے ان کو ہدایت دینے کے لئے کوئی بات کی جائے، کوئی سیدھا راستہ بتانے کی بات کی جائے تو یہ پچھلی regime کی بات کرتے ہیں کہ پہلے کیا ہوا تھا۔ ان کو phobia ہے پچھلی حکومت کا۔ اب تک ڈھائی تین سال ہو چکے ہیں وہ phobia ابھی تک ان کے دماغ سے نہیں نکلا۔

پھر جناب مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ غریب ملک میں اتنی ساری وزارتوں کی کیا ضرورت ہے جو Federal Government نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔ یہ کیوں نہیں صرف چار وزارتیں اپنے پاس رکھتے یعنی defence ہو یا finance ہو یا communications اور foreign affairs اس کے علاوہ باقی وزارتیں کیوں نہیں دے دیتے صوبوں کو۔ یہ بات کرتے ہیں یہاں پر provincial autonomy کی ۔ یہ provincial autonomy تو اس ملک میں تب تک نہیں آ سکتی جب تک ان کو کوئی اختیار نہیں دیا جائے۔ ابھی مجھ سے پہلے ایک صاحب نے کہا کہ ہمارے اتحادی، ہماری allied parties تو اس وقت ان کے پاس صرف دو allied parties ہیں۔ دائیں طرف جناب عبدالستار نیازی صاحب تشریف فرما ہیں بائیں طرف جناب ساجد میر صاحب، اپنی اپنی party کے سربراہ ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ شاید ان کی پارٹی

one-man party ہے اور دوسرا کوئی ممبر ان کے علاوہ ان کی پارٹی میں بھی نہیں۔ یہ آپ کے اتحادی ہیں۔ ایک ایک اتحادی ۔ ان کے ساتھ ہم نے اتحاد کیا اور جس وقت یہ مصیبت میں تھے اس وقت ہم نے ان کا ساتھ دیا۔ مگر حالت یہ ہوئی کہ ایک پوائنٹ کے اوپر ہم کو ان سے علیحدہ ہونا پڑا اور وہ ان کی وعدہ خلافی تھی ۔ ساری دنیا کو اس بات کا پتا ہے۔

آج یہاں پر مجھ سے پہلے صبح کے سیشن میں جناب عبدالستار نیازی صاحب فرما رہے تھے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت اور صوبائی اسمبلی کی توہین ہے۔ آپ اس بات کا نوٹس لیں جناب وہ کہتے ہیں" کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر صوبے کا نام تبدیل کر دیا جائے"۔ ان کی یاد دہانی کے لئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور اس وقت بھی اس بات کی میں نے آپ سے اجازت چاہی تھی مگر آپ نے مجھے اجازت نہیں دی تھی۔ یہ اسمبلی کا resolution وہاں پر پاس ہوا جناب جو کہ 99% vote کے ساتھ تھا، ۸۰ یا ۸۲ لوگوں میں صرف دو لوگوں نے اس کی مخالفت کی تھی، باقی کسی نے بھی نہیں کی۔ یہاں تک کہ مسلم لیگ کے اپنے وہاں پر جو ساتھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اس resolution کی مخالفت نہیں کی اور یہ کہتے ہیں کہ جی کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے غلط بات کی اور اگر ہو سکے، تو آپ ان کی تقریر سے اس کو expunge کرنے کے نوٹس جاری کریں۔ میں زیادہ بات اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ میری سمجھ اتنی نہیں ہے جتنی کہ اس طرف بیٹھے ہوئے یہ جو عقل کل ہیں ان کی ہے۔ مگر ان کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت نواز شریف صاحب ، مجھے ایسے لگتا ہے کہ ہاتھی کے اوپر سوار ہیں اور نیچے جتنی بھی دنیا ہے ان کو کیڑے مکوڑے نظر آتی ہے ۔ ان کے ساتھ ہاتھی کے اوپر چار لوگ اور سوار ہیں۔ سیف الرحمان صاحب، -----

(Interruption)

سید عاقل شاہ ۔ آپ ادھر آنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ آپ نے کئی دفعہ مجھے کہی بھی یہ بات ، تو یہ بات اپنے پردے کی بات ہے۔ یہ رہنے دیں اور دوبارہ مجھ سے مخاطب نہ ہوں۔ آپ Chair کے ساتھ بات کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ جناب ان کو سمجھائیں۔

(Interruption)

سید عاقل شاہ ۔ جناب میں پٹھان آدمی ہوں ۔ موٹا گوشت کھاتا ہوں اور مجھے بلڈ پریشر بھی ہے تو ایسے ہی کہیں کام خراب نہ ہو جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - نہیں آپ تو صدر کے خطاب پر بول رہے ہیں۔ آپ ان سے نہیں بول رہے۔

سید عاقل شاہ۔ تو چار لوگ ہاتھی پر سوار ہیں۔ چاروں non political ہیں۔ ایک سیف الرحمٰن صاحب، مشاہد حسین صاحب، ماشاء اللہ، اسحاق ڈار صاحب، وہ کہتے ہیں کہ نہ میں اکاؤنٹینٹ ہوں، نہ میں چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہوں، وہ کیا ہیں اور کس طریقے سے حکومت میں ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا، یہ آپ کے سامنے ہے - آپ ہر چیز سے واقف ہیں۔ مگر آپ کی مجبوری ہے کہ آپ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ آپ کی بجائے کچھ باتیں ہم کر دیتے ہیں - ان کو mind نہ کیجئے - چوتھے ہمارے وزیر خالد انور ہیں۔ یہ چار اور ایک پرائم منسٹر صاحب ہاتھی کے اوپر سوار ہیں اور ان کے آگے پیچھے سب کیڑے مکوڑے ہیں۔ مگر ان کو یہ نہیں پتا کہ آدمی اگر گھوڑے سے گرے تو زیادہ سے زیادہ اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے گی مگر کسی دن اس ہاتھی کی سونڈ میں کیڑا گھس گیا اور یہ ہاتھی سے گریں گے تو آدمی کا سر ٹوٹ جائے گا یا آپ کی کمر ٹوٹے گی۔ میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں - باقی منسٹروں کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ ان میں ایسے منسٹرز بھی موجود ہیں جو ایک دوسرے سے سلام نہیں لیتے۔ پرائم منسٹر صاحب کی ایک عادت میں آپ کو بتاؤں - وہ اپنے ہر ایم این اے اور ایم پی اے کو یہ کہتے ہیں، اچھا تو پھر آپ استعفیٰ دے دیں اور کئی ایک نے اپنے استعفے تیار رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک صاحب کو انہوں نے کہا اور اس میٹنگ میں آپ بھی موجود تھے، غالباً پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ تھی، تو انہوں نے کہا کہ آپ اس طرح کریں کہ آپ استعفیٰ دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پتا تھا کہ آپ یہ بات کریں گے۔ انہوں نے جیب سے نکال کر کہا کہ یہ میرا استعفیٰ ہے۔ یہ تو ان کے مینڈیٹ کی بات ہے - اصل میں ہوا یہ ہے کہ یہ بھاری مینڈیٹ اٹھا نہیں سکے۔ ان کی ٹانگیں کمزور ہیں اور یہ بھاری مینڈیٹ سنبھال نہیں سکتے اور ان ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ ادھر بات کریں۔

سید عاقل شاہ۔ وہ میرے ساتھ بات کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ نہیں کریں گے۔

سید عاقل شاہ۔ جناب ایک تو یہ گھڑی جب اپوزیشن کے ممبران بولتے ہیں تو تیز چلتی ہے - جب ادھر سے بولتے ہیں تو آہستہ چلتی ہے - میرے خیال میں یہ گھڑی رائے ونڈ سے کنٹرول ہوتی ہے۔ یہ

remote controlled ہے۔ جب وہ بات کرتے ہیں تو آپ ان کو کچھ نہیں کہتے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ کے لئے ۳ گھڑیاں لگی ہوئی ہیں۔

سید عاقل شاہ۔ جناب یہ تینوں وہاں سے کنٹرول ہوتی ہیں۔ ان کو ہدایت کریں کہ یہ عقل کے ناخن لیں۔ بس ان کے لئے میں دعا کرسکتا ہوں۔خدا ان کو نیکی کی ہدایت دے اور آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ مزید حکومت میں رہے تو اس قوم کے لئے خطرہ ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ، صوبیدار خان مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے اتنی اہم ڈیبیٹ میں مجھے حصہ لینے کے لئے دعوت دی۔ ہمارے صدر صاحب اللہ والے درویش شخص ہیں اور ہر چیز سے واقف ہیں۔ خدا انہیں صحت دے۔ میں گزارش کروں گا کہ باتیں تو منہ سے نکلتی ہیں اور ان کے پیچھے کوئی بیک گراؤنڈ نہیں ہوتا۔یہاں ہم نے دیکھا کہ جو بھی بات کرتا ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے کوئی عمل یا کوئی بیک گراؤنڈ نہیں ہوتا۔صرف باتیں ہوتی ہیں ۔ ہم لوگ یہاں آتے ہیں۔ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔جناب گزارش یہ ہے کہ جس صورت میں ملک' نواز شریف اور اس کی پارٹی مسلم لیگ کو ملا تھا ۹۰ء میں ' اس وقت ملک کی حالت ساری دنیا کو پتا ہے ۔ ہمارے ہر ایک بھائی کو پتا ہے کہ اس کی کیا حالت تھی۔خزانے کا کوئی حال نہیں تھا ' کوئی پیسہ نہیں تھا۔ تنخواہوں کے پیسے نہیں تھے۔اب اللہ کے فضل سے جناب محترم نواز شریف کی قیادت میں کم سے کم اتنا ہو گیا ہے کہ کچھ بیلنس ہو گیا ہے۔ سب سے اہم کام جو میاں محمد نواز شریف نے ۱۹۹۲ء میں موٹر وے کا انجام دیا تھا ۔ سب سے پہلے میں نے یہ بیان دیا تھا کہ یہ موٹر وے کسی وقت نہرسویز کا کام دے گی ۔ نہرسویز کا کام کیسے دیگی ؟ گوادر سے کراچی ' کراچی سے سنٹرل ایشیاء اور انہی راستوں پر کاروبار ہوگا اور یہ انکم کا ذریعہ بنے گی ۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ لوگ مخالفت برائے مخالفت سے کیا حاصل کرسکتے ہیں اور معلوم نہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ۔جبکہ انہیں اچھی بات کو اچھا اور بری کو برا کہنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین' صدر صاحب ہمارے بڑے ہیں۔ ہمیں اچھی بات کہہ سکتے ہیں' برے کاموں سے روک سکتے ہیں ٹوک بھی سکتے ہیں۔ گھر کی مثال ہے۔ گھر کا بڑا بچوں سے پیار بھی کرتا ہے اور ڈانٹتا بھی ہے ۔ یہی صدر صاحب نے بھی کیا ہے۔ کنگلا پاکستان نواز شریف صاحب اور اس کی قیادت کو ملا تو اس میں ظاہر سی بات ہے کچھ خامیاں تو ہوں گی اور جو اچھے کام کئے اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ میاں صاحب نے

ایٹمی دھماکہ کرکے یہ ثابت کردیا کہ ایک اسلامی ملک پاکستان واقعی امت مسلمہ کا gate اور قلعہ ہے۔ غوری اور شاہین میزائلوں کے تجربات کرکے ایک غیرمعمولی کام کیا گیا ہے۔ ہمارے تجربات سے پہلے ہمارے ازلی دشمن ملک اور اس کی قیادت کا کیا رویہ تھا۔ ان کے بیانات اور تقاریر سے یہ ڈر تھا کہ آج حملہ کرتا ہے کہ کل یا کسی اور وقت، لیکن جناب اللہ تبارک تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے کہ نواز شریف جیسے نیک، شریف اور محب وطن انسان نے یہ چاہا ہے کہ میں اس ملک کے لئے کچھ کر جاؤں۔ مخالفین کی مخالفت کی سمجھ نہیں آتی جناب کہ یہ کیوں ایسا کر رہے ہیں۔ یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نواز شریف نے جتنے بھی کام کئے ہیں---، ہم بھی اسی پارٹی میں شامل ہیں لیکن نواز شریف ملک کی سلامتی کا ضامن ہے۔ اگر نواز شریف کو موقع مل گیا اور اللہ اس کو موقع دے گا۔ ان کی نیت صاف ہے اور ملک کے لئے بھی نیت صاف ہے۔

میں آج فلور آف دی ہاؤس پر دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر اسے دس پندرہ سال مل گئے تو ہمارا ملک امریکہ جاپان اور یورپ کی طرح خوشحال ہو جائے گا۔ ابھی ہماری کیا حالت ہے جناب تعلیمی اداروں میں داخلے سفارش پر مل رہے ہیں۔ تھانوں کا کیا حال ہے۔ ہر جگہ اتنی کرپشن ہے کہ اس کو سنبھالنے کے لئے وقت درکار ہے۔ یہ اتنا آسان کام نہیں ہے اور نہ میاں نواز شریف کے پاس کوئی جادو کا چراغ ہے جس سے یکدم سارے معاملات ٹھیک کرے۔ جناب ہمارے عوام گزشتہ پچاس سال سے اب تک بے حال ہو گئے ہیں۔ ان کو درست حالت میں لانا ایک مشکل کام ہے۔ اس کے لئے وقت ملنا چاہیئے۔ ایسے سرپھرے لوگ ہیں۔ اگر آپ سڑک پر جا رہے ہیں اور کسی کو ہارن دیں تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ ملک میں تعلیم نہیں ہے۔ موجودہ حکومت نے اب تعلیم پر دو فیصد سے بڑھا کر چار فیصد بجٹ کردیا ہے۔ دفاع کی ضروریات بھی ہیں۔ دفاعی بجٹ کو کبھی کم نہیں کرنا چاہیئے یہی حالات کا تقاضا ہے۔ سب کو حالات سمجھنے چاہئیں۔ جناب! اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو کسی سے چھپی ہوئی ہے۔ ہمارے جو بھائی اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمارے غلط کام پر ضرور تنقید کریں۔ اپوزیشن ہوتی ہی اسی لئے ہے لیکن کم سے کم جو اچھے کام ہو رہے ہیں ان کی تو تعریف کریں یا نہ بھی کریں تو ہمیں پرواہ نہیں ہے۔ وہ تو اچھے کام کے لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ اچھا نہیں ہے۔

میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ رائے ونڈ بھی ہمارے پاکستان کا حصہ ہے۔ ان لوگوں نے رائے ونڈ کو پتا نہیں کیا بنایا ہوا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ رائے ونڈ کا ذکر کیوں بار بار کرتے ہیں۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ جناب نواز شریف ملک کے لئے، ملک کی سلامتی کے لئے ضامن ہے۔ نواز شریف میری قبر میں نہیں آئے گا جناب لیکن میں ان سے گزارش کروں گا کہ ایک ایسی بات میں کہہ رہا ہوں کہ شاید یہاں

اس فلور آف دی ہاؤس میں کسی نے نہیں کی ہو گی ۔میں نواز شریف کی پارٹی میں ہوں۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں لیکن ملک کے لئے نواز شریف جیسا آدمی پھر نہیں آئے گا۔ جناب میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ یہ ضامن ہے، ضمانت ہے اقتصادی معاشی لاء اینڈ آرڈر کا۔ کتنا میاں صاحب نے کنٹرول کیا ہے ۔ان کو پتا ہے جناب کہ کراچی کا کیا حال تھا۔نو دس آدمی اگر دن میں نہ مارے جائیں تو صبح ناشتہ کراچی والے نہیں کرتے تھے ۔ خدا ہم سب کو ہدایت دے کہ ملک کی ہم حفاظت کریں۔ ایسا ملک ہمیں خدا نے دیا ہے، ایسا علاقہ ہمیں دیا ہے جناب خدا نے کہ ہم لوگ اگر تھوڑی سی محنت کریں، تھوڑی سی دیانتداری کریں، ایک دوسرے کی مدد کریں تو ہم لوگ ترقی کرسکتے ہیں۔

میاں صاحب نے سب کو کہا ہے کہ آؤ ملک کی ترقی کے لئے جو بھی آپ کے پاس تجویز ہے وہ ہمیں دیں۔ وہ کیوں نہیں دیتے ہیں ۔اب پیپلز پارٹی کا میں کچھ نہیں کہتا ہوں جناب یہ سب دنیا کو پتا ہے۔ ہمارے بھی اعمال کا سب کو پتا ہے کہ کسی پر تنقید کرنا بڑا آسان ہے لیکن خدمت کرنا بڑا مشکل ہے۔ میں ابھی بھی ایک پاکستانی ہونے کی حیثیت سے، مسلم لیگ کا نائب صدر ہونے کی حیثیت سے، سینئر ہونے کی حیثیت سے اپنے بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا را اس ملک کو بچاؤ۔ اس ملک کو توڑنے کی کوشش نہ کروکیونکہ ہمارا ملک بہت اچھا ملک ہے۔ آؤ سب مل کر چلتے ہیں' ایک اچھی راہ پر۔ ایک مثال دوں، ہمارے یہاں سینٹ میں ماشاء اللہ بہت معزز لوگ ہیں۔ سب پڑھے لکھے ہیں، سب اچھے خاندان سےتعلق رکھتے ہیں، کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس پر انگلی اٹھائیں لیکن جب بات آتی ہے اپوزیشن کی، جب ان کو موقع ملتا ہے تو عجیب سی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ سنتے نہیں ہیں بس شور مچاتے ہیں۔ ماشاء اللہ سب پچاس پچپن سال کے لوگ ہیں۔ اب ہم بچے تو نہیں ہیں۔ باہر جب ہم جاتے ہیں تو لوگ ہم پر ہنستے ہیں کہ بھائی یہ تمہارے لوگوں کا اپر ہاؤس ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ یہ واقعی بہت معزز ہاؤس ہے 'اس کی بہت عزت ہے۔ میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سب کی عزت میرے دل میں ہےچاہے حزب اختلاف ہو یا حزب اقتدار۔ میں پھر گزارش کروں گا ' منت کرتا ہوں اور ہاتھ جوڑتا ہوں کہ خدا کے لئے اس ملک کو بنانے میں سب مل کر ساتھ چلیں اور جو بھی اچھا مشورہ ہے' اچھی چیز ہے مل کر کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ آپ کا بہت شکریہ جی۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ مجھے سن رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ آپ بولنا چاہیں گے شیخ صاحب ؟ آپ تشریف رکھیں جی ۔
بس جناب ہو گیا جی مہربانی۔ جی شیخ رفیق صاحب۔

شیخ رفیق احمد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! میں بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ۔ایک مرتبہ کوئی خبر یا کوئی کتاب پڑھنے کے بعد دوسری بار مجھے اس کا پڑھنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ زندگی میں ' سکاٹ جیسے ناولسٹ کے ہزار ہزار' دو دو ہزار صفحوں کے ناول بھی سارے پڑھ لئے کیونکہ میں دوبارہ نہیں پڑھتا۔ ایک فلم کبھی زندگی میں دیکھی تو دوبارہ دیکھنے کی خواہش نہیں ہوئی لیکن یہ صدر پاکستان کی speech میں نے کم از کم بارہ مرتبہ اس کتاب میں سے پڑھی ہے اور کچھ تلاش کرتا رہا ہوں لیکن وہ مجھے اس میں کہیں نظر نہیں آیا۔ میں سمجھتا تھا کہ شاید میری آنکھیں دھوکہ دے رہی ہیں ،میری یادداشت دھوکہ دے رہی ہے ۔اس speech کا ایک حصہ تو اس طرح ہے کہ اللہ کی تعریف اور اللہ کے رسول کی تعریف کے بعد praise in my favour , praise in favour of the Prime Minister and his cabinet and his party colleagues اور کام کیا کیا؟ اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس میں کچھ واقعات بڑے تاریخی ہوئے اور میں ڈھونڈتا رہا کہ مجھے کہیں سے ان کا ذکر مل جائے۔ مثلاً ایک واقعہ ہوا ہے اور بہت پرانی بات نہیں ہے۔ اس تقریر کے بمشکل 25-20 دن پہلے ہوا ہے کہ بھارت کے وزیراعظم پاکستان کے وزیراعظم کی دعوت پر بس میں سوار ہو کر لاہور تشریف لائے تھے۔ پھر ایک اعلان ہوا تھا ،جس کا اتنا دھوم دھڑکے کے ساتھ propaganda کیا جا رہا تھا۔ وہ میں اس تقریر میں ڈھونڈتا رہا کہ کہیں اس اعلان لاہور کا ذکر ہو ' کہیں دہلی اور لاہور کی بس کا ذکر ہو ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شیخ صاحب وہ واقعہ اس تقریر کے بعد کا ہے ۔

شیخ رفیق احمد۔ مجھے بتائیں کہ تاریخ کیا ہے پھر میں ان کو تاریخ بتاؤں گا ۔جناب ! میں اگر آپ کو فروری کی تاریخ بتاؤں تو پھر آپ ذرا کہیں سے verify کرائیں ۔ان دوستوں کے کہنے پر مت جائیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ نہیں نہیں میں کسی کے کہنے پر نہیں جاتا۔

شیخ رفیق احمد۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ 20 اور 21 فروری کا واقعہ ہے تو اس کو verify کرالیں ' کچھ ممکن ہے کہ میرا مطالعہ غلط ہو ' پھر میں نے ڈھونڈ لیا ۔ انہوں نے بڑا پوشیدہ طور پر لکھا ہے ۔ مطلب ہے کہ میں جو بات کرتا ہوں' بڑے وزن سے کرتا ہوں ۔ اس محفل میں اور بھی دوست ہوں گے

لیکن مجھے یہ فخر ہے کہ پاکستان بنانے کی جدو جہد میں میں نے قائداعظم کے قدموں میں بیٹھ کر سالہا سال محنت کی ہے ۔ میرے سر میں آج بھی لاہور کی پولیس کی لاٹھیوں کے وہ نشان ہیں ' میرے بازو پر آج بھی وہ زخم ہیں جو میں نے لاہور کی پولیس سے کھائے ' وہ آج بھی گورداسپور کی جیل اور نارووال تک بس میں جا کر چھوڑ آنا اور اس کے بعد 40 میل لاہور تک پیدل آنے کے واقعات آج بھی مجھے یاد ہیں لیکن یہ میرے ساتھ ہی نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں کے ساتھ ہوا ۔ پندرہ اگست کی رات کو امرتسر جا کر چلتی گولیوں میں اپنے ہزاروں عزیزوں اور رشتے داروں کو نکال کر وہاں سے لانا ' مجھے پاکستان سے پیار و محبت ہے۔ ایک تو یہ میرا وطن ہے ۔ میں نے کچھ بھی نہ کیا ہوتا ' بعد میں پیدا ہوا ہوتا پھر بھی مجھے پاکستان سے وہ پیار اور محبت ہے کہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ ایک تو اس واقعہ کا کہیں ذکر نہیں ہے ۔ پھر اس کے بعد جناب صدر نے اس ملک پر emergency لگائی۔ اس کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے ۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان کی آواز سنائی دی)۔

Mr. PresidingOfficer: The House is adjourned for 15 minutes.

(The House was then adjourned for Magrib prayer.)

[The House reassembled at 7.32 p.m. with Mr. Presiding Officer (Mr. Khudai Noor), in the Chair)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شیخ صاحب میرے خیال میں آپ تقریر فرما رہے تھے۔

شیخ رفیق احمد : آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ بسم اللہ ۔ تو جناب میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ جناب صدر کی تقریر میں اس دور میں ہونے والے سب سے اہم واقعات کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے۔ پھر کچھ بیانات بھی اس انداز میں پیش کئے گئے ہیں مثلاً ایٹمی دھماکے کے بارے انہوں نے کچھ تھوڑا سا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ہمیں بھی مبارک باد دی ہے۔ اپنے آپ کو بھی مبارک باد دی ہے۔ حکومت کو بھی مبارک باد دی ہے اور سائنسدانوں کو بھی مبارکباد دی ہے۔ میزائلوں کے سلسلے میں بھی لیکن جو اصل میں اس مبارکباد کا مستحق تھا' شہید ذوالفقار علی بھٹو اس کا نام لیتے ہوئے اتنا شرمائے ہیں کہ کہیں اس کا ذکر نہیں۔ جو خالق تھا اس ملک میں ایٹم بم کا' جو خالق تھا ان میزائلوں کا' جو خالق تھا کہوٹہ اور چشمہ کا۔ اس کا

ذکر گول کر گئے، اللہ جانتا ہے کہ یہ اس speech writer کی کارگزاری ہے یا کہ President صاحب کا علم اتنا محدود ہے یا اس کا ذکر کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ حتمی طور پر میں کچھ کہہ نہیں سکتا لیکن ان کا ذکر نہیں ہے۔ یہ ایٹم بم اور یہ میزائل، شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ذکر کئے بغیر ان کا تذکرہ مکمل نہیں ہوسکتا۔ پھر مہنگائی اور بے روزگاری کا تو ذکر کیا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ جب سے میاں نوازشریف برسر اقتدار آئے ہیں۔ بنکوں سے کتنے لوگوں کو نکالا گیا ہے۔ محکمہ ہائی وے سے کتنے لوگوں کو نکالا گیا ہے۔ Telecommunication سے کتنے لوگوں کو نکالا گیا ہے۔ autonomous and semi -autonomous organizations سے کتنے لوگوں کو نکالا گیا اور ان سب کی تعداد کتنے لاکھ بنتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ ذکر کہیں نہیں کیا گیا اور حکومت یہ ذکر کرتے ہوئے شرماتی ہے کہ مڈل ایسٹ میں آئل کی prices نیچے جانے سے وہاں پر ایک بڑی ہلکی سی بحرانی صورتحال پیدا ہوئی، اس کے باعث ہر روز overseas Pakistani Middle East سے پاکستان واپس آ رہے ہیں، کتنے لوگ آئے ہیں پچھلے دو سالوں میں اور ہم نے کتنے بھیجے ہیں تو یہ جو ملک کا ایک بڑا اہم مسئلہ ہے کہ تیزی سے بیروزگاری بڑھ رہی ہے، ہم خود سوزیاں دیکھ رہے ہیں، خودکشیاں دیکھ رہے ہیں، یہ یونہی نہیں ہوتی ہیں، پہلے کیوں نہیں ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ 1930 کے عشرے میں great economic depression آیا تھا، اس وقت بھی صورتحال کچھ اسی قسم کی تھی کہ راوی کے پل پر کھڑے ہو کر لوگ خودکشیاں کرتے تھے اور وہ بوٹ پالش کے ڈبے لے کر بی اے پاس گریجویٹ، بی اے بوٹ پالش والے اس ملک میں پھرتے تھے۔ اس کا کچھ علاج وہ اگر کر سکتے ہیں کہ نہیں ان حقائق کا ذکر تو کم از کم ہونا چاہیئے تھا۔

جناب جاوید اقبال عباسی۔ کیا آپ اب بھی بغیر عینک کے پڑھتے ہیں۔

شیخ رفیق احمد ۔ ہاں جی کچھ ایسا ہی ہے، اللہ میاں کی مہربانی ہے جی، صبح اٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں، شاید اللہ کی یہی مہربانی ہے کہ اس کی وجہ سے بینائی اتنی اچھی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ واجپائی کے آنے کی بات اور اعلان لاہور کی بات وہ کرتے ہوئے اس لئے شرما رہے ہیں کہ اعلان لاہور میں شملہ معاہدے کا ذکر ہے اور اس کو base بنایا گیا ہے اعلان لاہور کا۔ پچھلے بیس سال سے مسلم لیگ شملہ معاہدہ کو گالیاں دیتی رہی ہے، اب ان کے نواز شریف نے شملہ معاہدہ کو اپنا لیا ہے تو جناب انہیں سمجھ ہی نہیں آیا کہ شملہ معاہدہ کا ذکر کروں، واجپائی کے آنے کا ذکر کروں، اعلان لاہور کا ذکر کروں، یہ لاہور سے بس دہلی جانے اور دہلی سے بس لاہور آنے اور واجپائی کا بس میں سفر کر کے آنا، اس کا ذکر کرنا کچھ اہمیت کا حامل ہے یا نہیں۔ لیکن بہرحال دو چار باتوں کا میں یہاں

اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اعلان کرنا بڑا ضروری سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ میاں نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کی پاکستان کے حصے بخرے کرنے کی تمام تر کوششوں کے باوجود پاکستان کے عوام ان کو یہ نہیں کرنے دیں گے اور خصوصاً پنجاب کے عوام اس کام میں سب سے زیادہ آگے ہوں گے کہ جو احساس محرومی میاں نواز شریف کی پالیسیوں کی وجہ سے چھوٹے صوبوں میں پیدا ہو رہی ہے' اس کا وہ ازالہ کریں گے' اس کو دور کریں گے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہو گی کہ جو یہ بات میں کر رہا ہوں' میاں نواز شریف کو لوگ ایسا نہیں کرنے دیں گے کہ چھوٹے صوبوں کا احساس محرومی ہر روز بڑھ رہا ہے' اس کو وہ ختم کر کے دم لیں گے۔ پھر ایک بات کا تھوڑا سا indirectly ذکر کیا ہے' مگر کھل کر ذکر کر دیتے کہ overseas پاکستانیوں کے اعتماد کو جو انہوں نے مجروح کیا ہے' بڑا دھماکے سے اعلان ہوا' پی ٹی وی پر' ریڈیو پر' اشتہاروں سے' اخبارات میں کہ "قرض اتارو ملک سنوارو" اور مجھ جیسے لوگ تو یہ سمجھتے رہے کہ میاں نواز شریف اپنا اعلان کر رہے ہیں کہ میں قرض اتاروں گا اور ملک کو سنواروں گا۔ یہ پتا نہیں تھا کہ لوگوں سے قرض لیں گے اور پھر وہ قرضہ کھا جائیں گے۔ اگر مجھ جیسا آدمی یہ دھوکہ کھا سکتا ہے تو پھر عام شہری کا' عام پاکستانی کا' خاص طور پر جو شہری پاکستان سے باہر ہو گا' اس بیچارے کا کیا حال ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شیخ صاحب بولیں' آپ کا وقت ہو گیا ہے لیکن آپ میری طرف سے دو تین منٹ اور بولیں۔

شیخ رفیق احمد: شکریہ جی' جناب میں تو دس منٹ میں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! پھر اس دور میں کتنے کارخانے بند ہوئے ہیں' ان کارخانوں سے کتنے لاکھ لوگ بیروزگار ہوئے ہیں اور پھر ایک عام شہری کے گھر کا عالم کیا ہے۔ اس تقریر میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ انہوں نے تھوڑا سا مہنگائی کا اور بے روزگاری کا ذکر کیا مگر ذکر کرتے کرتے وہ کہیں تھم گئے لیکن ایک بات کا انہوں نے ضرور نوٹس لیا ہے۔ میں اس بات پر ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہوں گا اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے محسوس کیا ہے کہ کرپشن' سمگلنگ اور نارکوٹکس کا کاروبار اس دور میں بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ چنانچہ صفحہ گیارہ کی آخری سطریں اگر پڑھیں کہ

"ہر سطح پر کرپشن کے مکمل خاتمے کے عمل کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔ معاشرے کو سمگلنگ' منشیات اور ناجائز اسلحہ کی لعنت سے پاک کرنے کے لیے مؤثر پالیسی وضع کرنی ہو گی۔"

میں نے صرف یہ عرض کرنا تھا کہ صدر کی تقریر کچھ اس طرح ہی ہے کہ شاید وہ کچھ اور کہنا

چاہتے تھے لیکن ان کا حوصلہ نہیں پڑا اور جو amendment آ گئی ہے صدر کے معاملے میں ' اس کے بعد وہ جو کہنا چاہتے تھے وہ نہیں کہہ سکے۔ میرے صدر صاحب سے ذاتی مراسم تو نہیں لیکن بہت عرصے سے ان کا ملنے والا ہوں ' جب وہ گوجرانوالہ میں practice کیا کرتے تھے اور میں کبھی کبھی وہاں جایا کرتا تھا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔بس یہ آخری فقرہ ادا کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے۔ پاکستان میں جمہوریت کا ' اسلام کا ' انسانیت کا دور دورہ ہو گا۔ مجھ جیسے گنہگار آدمی نے بھی مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ کے قرآن مجید پڑھا ہے اور مجھے فخر ہے کہ میرا نکاح پڑھانے کے لیے مفتی صاحب تشریف لائے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت کم لوگوں کو یہ سعادت ملی ہو گی کہ اپنی معذوری کے باوجود وہ دیوبند سے امرتسر تشریف لائے اور انہوں نے میرا نکاح پڑھایا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب۔

جناب محمد انور خان درانی : جناب میں انتظار کر رہا ہوں 'میری باری نہیں آئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جس کا نام پکارا جائے اور وہ غیر حاضر ہو تو اس کی باری ختم کر دی جائے گی۔

جناب محمد انور خان درانی : جناب ! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : درانی صاحب ! آپ موجود ہوں تو آپ کو ٹائم ملے۔

جناب محمد انور خان درانی : میں صرف ایک یا دو منٹ بولوں گا' صرف ایک پوائنٹ پر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یعنی آپ دو منٹ بولیں گے۔

جناب محمد انور خان درانی : جی بالکل۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : چلیں جی بولیں۔ محمد انور خان درانی۔

جناب محمد انور خان درانی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ چونکہ ملکی معاملات پر ہمارے معزز اراکین نے بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے اس لئے میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صدر صاحب نے گیارہ مارچ کو جو خطاب فرمایا تھا مشترکہ اجلاس سے ' میں صرف اس پر اپنے آپ کو محدود رکھوں گا۔

صدر نے اپنے خطاب میں لاء اینڈ آرڈر' فرقہ واریت' دہشت گردی' بے روز گاری' مہنگائی اور ہر سطح

پر کرپشن کو مکمل طور پر ختم کرنے کا ذکر کیا تھا اور ہر پالیسی پر بھی انہوں نے تفصیل سے بحث کی۔

جناب والا! صدر نے ملک میں مردم شماری کے متعلق فرمایا۔ میں اس کی ایک دو سطریں پڑھ کر سناتا ہوں۔

"قومی مردم شماری گزشتہ سال کا اہم واقعہ ہے جو پچھلے سالوں سے ملتوی ہوتی چلی آ رہی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ مردم شماری کے مستند نتائج کے بعد ہم ملکی ترقی و خوشحالی کے لیے بہتر منصوبہ بندی کر سکیں گے۔ مردم شماری کے نتائج کے مطابق ملک کی آبادی تقریباً تیرہ کروڑ بتائی گئی ہے۔ آبادی میں اضافے کی موجودہ شرح 2.4 % ہے۔"

جناب والا! یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض علاقوں میں مکمل طور پر مردم شماری نہیں کی گئی۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ ان علاقوں میں ضلع ژوب کے بعض علاقے ہیں، لورا لائی ہے اور اس کے بعض علاقے ہیں۔ اسی طرح پشین اور چمن ہے۔ ان کے بعض علاقوں میں بالکل مردم شماری نہیں کی گئی۔ جہاں میں رہتا ہوں، جہاں آپ رہتے ہیں اس علاقے کی بھی نہیں ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ کوئٹہ ضلع میں بعض حلقوں کی مردم شماری نہیں ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ President صاحب نے جو اعداد و شمار مردم شماری سے متعلق پیش کئے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ President صاحب نے غلط اعداد و شمار پیش کئے ہیں بلکہ ان کو غلط اعداد و شمار دیئے گئے، ان کو وہ تقریر لکھائی گئی اور غلط لکھائی گئی تھی۔ یہ 13 کروڑ نہیں ہے، یہ غلط ہے، جب تک بلوچستان کی پوری مردم شماری نہ کی جائے۔ میری گورنمنٹ سے یہ درخواست ہے کہ جہاں جہاں مردم شماری نہیں کی گئی ہے وہاں از سر نو مردم شماری کی جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! کیونکہ یہ ایک قومی اور اہم معاملہ ہے لہذا اس پر غور کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وٹو صاحب تقریر سن لیں۔

جناب محمد انور خان درانی۔ میرے خیال میں وٹو صاحب کو پتا نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ میں نے مردم شماری کے بارے میں آپ سے-----------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شیخ صاحب آپ بھی-----------

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ آپ نے بلوچستان میں مردم شماری کا ذکر کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ماشاء اللہ جی۔ بہرحال آپ ان کو بھی نمٹا رہے تھے، ان کو بھی۔ مہربانی۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ زاہد صاحب ! آپ تشریف رکھیں، زاہد صاحب ! تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب، شیخ صاحب ان کی تقریر ہو رہی ہے۔

جناب محمد انور خان درانی۔ سب سے بڑا مسئلہ فرقہ واریت اور دہشت گردی ہے جس کی وجہ سے امن و امان کی حالت بالکل خراب ہو چکی ہے۔ کسی کی جان، مال اور آبرو محفوظ نہیں ہے۔ اب ڈکیتی، کار چوری اور قتل و غارت روز مرہ کا معمول بن چکا ہے اور حکومت اس کو قابو کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے اور اپنی ناکامی کی تمام تر ذمہ داری عدلیہ پر ڈال رہی ہے کیونکہ آپ دیکھتے ہیں، ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ روزانہ TV اور ریڈیو پر indirectly عدلیہ پر تنقید کی جا رہی ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ روزانہ TV اور ریڈیو کے ذریعے عدلیہ پر indirectly تنقید کی جاتی ہے اور تمام تر ذمہ داری عدالت پر ڈالی جا رہی ہے کہ جلد انصاف نہیں ہو رہا ہے اور اس کی وجہ سے ------------ میرے خیال میں چیئرمین صاحب نہیں سن رہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی فرمائیے۔

جناب محمد انور خان درانی۔ میں نے کہا کہ سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ روزانہ TV اور ریڈیو سے عدلیہ پر تنقید کی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عدلیہ انصاف دینے میں تاخیر کر رہی ہے اور تمام ذمہ داری عدلیہ پر ڈالی جا رہی ہے۔ یہ اچھا شگون نہیں ہے کہ حکومت خود اپنی عدلیہ پر تنقید کر رہی ہے۔ روزانہ TV کے ذریعے جو عدلیہ پر تنقید کی جا رہی ہے اس کو بند کیا جائے۔ جس طرح میں نے کہا کہ ایک منٹ لوں گا تو آخر میں------------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ نے پانچ منٹ تو لے لئے ہیں۔

جناب محمد انور خان درانی۔ میں صرف ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تمام مسائل کو ختم کرنا ہے تو اس کا واحد حل صوبائی خودمختاری ہے۔ صوبوں کو آئین کے مطابق مکمل خود مختاری دی جائے، میں مکمل خود مختاری نہیں کہنا چاہتا لیکن جو آئین میں ہے وہ خود مختاری دی جائے اور صوبوں کے حقوق دیئے جائیں تو انشاء اللہ یہ سارے مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ Thank you. جناب پروفیسر ساجد میر صاحب۔

جناب ساجد میر۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے بھی صدر کے خطاب پر گفتگو کے لئے

موقع عنایت فرمایا۔ جناب والا! پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے صدر کا خطاب صرف ایک رسمی کارروائی نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد صدر کی طرف سے ملکی حالات کا جائزہ اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز پیش کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس خطاب پر پارلیمنٹ کے اندر جو بحث کی جاتی ہے وہ بھی اراکین کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ بھی ملکی حالات کا جائزہ لیں اور اپنی مفید تجاویز ملکی حالات کو بہتر بنانے کے لئے حکومتی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے پیش کر سکیں۔

جناب والا! اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی تو ملک سیاسی اور معاشی حوالے سے ایک انتہائی خطرناک دلدل میں گھر چکا تھا۔ موجودہ وزیر اعظم اور اس حکومت کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اس ملک کو سیاسی استحکام عطا کیا ہے۔ یہ question کرنے والے میرے دوست سیاسی استحکام دلانے میں شامل تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ اپوزیشن میں جانے کے بعد جو چیزیں انہیں بہت اچھی نظر آتی تھیں، جن کی انہوں نے تحسین کی، میری مراد تیرھویں اور چودھویں ترمیم سے ہے، ادھر سے ادھر منتقل ہونے کے بعد، اشتغال فرمانے کے بعد انھون نے انہی چیزوں میں کیڑے نکالنے شروع کئے جن کی یہ تحسین و تعریف کیا کرتے تھے۔ تیرھویں اور چودھویں ترمیم نے اس ملک کو یقینی طور پر سیاسی استحکام دیا ہے لیکن اب انہیں خطرہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کی عمومی کارکردگی کی وجہ سے آئندہ الیکشن میں بھی ان کے لئے کوئی موقع نظر نہیں آتا۔ اس لئے یہ سیاسی استحکام کی تحسین کرنے کی بجائے کہتے ہیں کہ یہ تو نواز شریف نے اپنے اقتدار کے لئے کیا ہے۔ جب یہ ترامیم پیش ہو رہی تھیں اس وقت یہ کہتے تھے کہ یہ ملک کے سیاسی استحکام کے لئے ہیں، ملک کی بہتری کے لئے ہیں۔ اب ہر چیز میں انہیں نواز شریف نظر آتا ہے۔ ان بچاروں کو ایک فوبیا ہوگیا ہے۔ وزیر اعظم ان کے اعصاب پر سوار ہو گئے ہیں اور ان کے مدبرانہ دلیرانہ فیصلے ان کے اعصاب پر ایسے سوار ہوئے ہیں کہ ہر چیز کے پیچھے انہیں سوائے نواز شریف کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔

دوسرا کارنامہ اس حکومت کا یہ ہے کہ اس نے حکومت کو دفاعی طور پر مستحکم کیا ہے۔ سیاسی طور پر اور دفاعی طور پر مستحکم کیا ہے اور یہ دو ایسی حقیقتیں ہیں جن میں کوئی کلام نہیں۔ دو رائے ہونے کی کوئی گنجائش نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر کے پریشر کے باوجود میں یہ دعوٰی کر سکتا ہوں کہ ان کی محترمہ ہوتیں یا کوئی وزیر اعظم ہوتا تو وہ کبھی اس قدر عالمی پریشر کا اور اس unipolar world میں ایک واحد سب سے بڑی طاقت کا مقابلہ نہ کر پاتا۔ جس مقابلے کا اور جس دلیرانہ فیصلے کا مظاہرہ میاں نواز شریف نے کیا ہے وہ یقینی طور پر قابل تحسین ہے۔ اور اب جب انڈیا نے ایٹم بم کی طرح میزائل کی دوڑ بھی

شروع کی، بہت سے لوگوں کا خیال تھا جن میں ان کے خیرخواہ اور حامی بھی شامل تھے کہ پہلی مرتبہ تو میاں صاحب نے جرات کا مظاہرہ کیا لیکن اس کے نتیجے میں جو sanctions آئیں، جو مشکلات آئیں ان کی وجہ سے وہ اب غوری کی صورت میں اگنی کا جواب نہیں دیں گے لیکن ان بیچاروں کی امیدوں پر پھر اوس پڑی۔ اسی لئے یہ پریشان ہیں، اسی لئے اپنی پریشانی کا بار بار اظہار فرما رہے ہیں۔ ان کی امیدوں پر پھر اوس پڑی اور انہوں نے ایک مرتبہ پھر جراتمندانہ فیصلہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ ان کے نزدیک سب سے مقدم ملکی سلامتی ہے، ملکی دفاع ہے، ملک کا استحکام ہے۔

(مداخلت)۔

جناب ساجد میر - آپ اپنی فکر کریں - فاروق لغاری صاحب اب واپس نہیں آئیں گے۔ آپ کو کون ٹکٹ دے گا۔ پیپلز پارٹی تو آپ کو ٹکٹ دینے سے رہی۔ آپ اپنی فکر کریں مجھے چھوڑیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ پروفیسر صاحب آپ اپنی بات کریں ان کو چھوڑیں۔

(مداخلت)

جناب ساجد میر : بہرحال وہ میرے ہمسائے بھی ہیں۔ وہ میرے ساتھ محبت کرتے رہتے ہیں۔ جو سب سے اہم سیکٹر ہے۔ جس کی طرف حکومت نے اگر توجہ دی ہے اور اس کی طرف کافی توجہ دی ہے لیکن ابھی تک اس میں بہتری کے وہ آثار پیدا نہیں ہوئے جن کی عوام توقع رکھتے ہیں۔ میری مراد معاشی سیکٹر سے ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ دفاعی اور سیاسی حوالے سے جس طرح حکومت نے پیش رفت کی اسی طرح معاشی حوالے سے بھی حکومت نے انتہائی توجہ اور محنت سے کام کیا ہے لیکن تاجر اور صنعت کار طبقے، ہماری بیوروکریسی اور بعض دوسرے طبقات کی جانب سے خوشدلانہ اور مکمل تعاون نہ ہونے کی وجہ سے بات اس حد تک نہیں بنی جس حد تک بننی چاہیئے تھی۔ اس سلسلے میں سب سے المناک اور تشویشناک پہلو یہ ہے کہ حکومت اپنی بھرپور کوشش کے باوجود روزمرہ کی زندگی میں مہنگائی اور گرانی کا ازالہ نہیں کر سکی اور نہ روزمرہ زندگی میں کوئی نظر آنے والی ریلیف مہیا کرنے میں کامیاب ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں، جو ایک مسلمان ملک ہے اور جہاں لوگ اللہ اور تقدیر پر یقین رکھنے والے ہیں۔ اس یقین اور ایمان کے باوجود حالات سے گھبرا کر اور حالات سے مجبور ہو کر اب لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اور اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ خود سوزیاں ہو رہی ہیں جو کہ ایک آخری اقدام ہے۔ جب آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہا۔ سارے دروازے اس کے لئے بند ہو گئے ہیں تو اس وقت وہ اس انتہائی اقدام پر آمادہ ہوتا ہے۔ حکومت کو اس جانب انتہائی مؤثر توجہ دینی چاہیئے۔ ایک شعر اس سلسلے میں تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ میں عرض کروں گا۔

جس دور میں جل جائے غریبوں کی کمائی

اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

اس بھول کا ازالہ ضروری ہے۔ ہم جمعیت اہل حدیث اس بات کے قائل ہیں کہ جہاں اچھی چیز کی تحسین کی جائے وہاں ایک اچھے ساتھی کا یہ بھی منصب ہے اور اس پر یہ بھی حق ہے کہ جہاں کوئی غلطی اور خامی نظر آتی ہو اس کو point out کرے اور مثبت انداز میں کرے۔ اصلاح کی نیت سے کرے۔ حکومت کے سارے معاشی اقدامات بے فائدہ ثابت ہوں گے جب تک عوام کو اس سلسلے میں واضح نظر آنے والی ریلیف نہیں ملتی اور ان کے حالات کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ عوام انصاف کے طلبگار ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف کا یہ motto اور نعرہ رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ دل سے یہ چاہتے ہیں کہ عوام کو واقعتاً ان کی دہلیز پر انصاف مہیا کیا جائے لیکن نظام میں سر سے لے کر پاؤں تک خرابیاں ہو چکی ہیں، ان خرابیوں کی وجہ سے ان کی بھرپور کوششیں ابھی تک کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں۔ اس سلسلے میں ہمارا عدالتی نظام، ہمارا قانونی نظام سارے کا سارا اصلاح طلب ہے۔ جب تک اس کی اصلاح نہیں ہوتی، جب تک عوام کو ان کی دہلیز پر جلد انصاف نہیں پہنچایا جاتا اس وقت تک پاکستان میں کسی کے لئے آرام سے اور چین سے زندگی بسر کرنے کا تصور بھی محال ہے۔

جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ واقعتاً اوپر کی سطح پر وہ کرپشن نہیں ہے لیکن نچلی سطح پر بدستور وہی حالات ہیں جو ۵۰ سال سے ہم دیکھتے رہے ہیں۔ آپ نے یقینی طور پر اخبارات میں وہ واقعہ پڑھا ہوگا کہ ایک شخص نے انصاف نہ ملنے کی وجہ سے، رشوت ستانی سے تنگ آکر، کرپشن سے تنگ آکر، انصاف کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اپنی واحد روزگار کے ذریعے کو یعنی اپنی گاڑی کو آگ لگا دی جس سے وہ اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ جب عدالت نے اس کا از خود نوٹس لیا تو جیسے ہمارے ہاں پولیس گردی موجود ہے۔ اس پولیس گردی سے ڈر کر اس کو عدالت میں یہ کہنا پڑا کہ جناب اس سلسلے میں کسی محکمے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے کسی سے تنگ آکر یہ اقدام نہیں کیا ہے۔ مجھے پتا نہیں کیا ہوگیا تھا کہ میں اس اقدام پر مجبور ہوا۔ یہ روز مرہ ہم دیکھتے ہیں کہ پولیس کے انتہائی بڑے بڑے مظالم جب عدالت کے سامنے

آتے ہیں تو متعلقہ پارٹی کو، مظلوم پارٹی کو یہ کہنے پر مجبور کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں پولیس کا یا فلاں محکمہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس شخص کی یہ statement ہے جو کورٹ میں ہوئی اس سے اس واقعہ کی اہمیت ' اس واقعہ کی نزاکت میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ حکومت کو ایسے واقعات کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینے چاہیئے اور سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ لوگ حالات سے اتنے تنگ ہیں۔ ہم کہتے ہیں، علماء اور دینی طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ خودکشی حرام موت ہے لیکن اسلام ایک جامع اور وسیع نظام کا نام ہے۔ وہ one-sided نہیں ہے' یکطرفہ نہیں ہے کہ صرف یہ فتوی دے کہ تم حرام موت نہ مرو۔ وہ معاشرے کو، حکومت کو اس بات پر پابند کرتا ہے کہ ایسے حالات ہی پیدا نہ ہونے دو جن میں لوگ ایسے اقدامات کے بارے میں سوچیں اور حرام موت مرنے تک پر آمادہ ہو جائیں۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ مشہور قول تاریخ نے اپنے سینے میں محفوظ کیا ہے کہ انسان تو انسان' اگر دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مر جائے تو اس کا بھی سوال قیامت کے روز عمر سے ہو گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی مثال ہے اسلامی تعلیمات میں جس کو ہر وقت ' ہر حکمران کو، بشمول موجودہ حکمرانوں کے، پیش نظر رکھنا چاہیئے اور اپنے سارے اقدامات اور پالیسیاں اس روشنی میں بنانی چاہیئیں۔ بجٹ آنے والا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ اس سلسلے میں عوام کو relief مہیا کریں۔ ملک معاشی مشکلات کا شکار ہے' اس میں کوئی شبہ نہیں ۔ اس میں گزشتہ ۵۰ سال کی پالیسیوں کا ' موجودہ حالات کا ' عالمی تناظر میں سب چیز میں ہم ماننے کے لئے تیار ہیں لیکن عوام ان مسائل سے جلدی اور فوری relief چاہتے ہیں۔ اگر ان کو انصاف مہیا نہ کیا گیا' اگر ان کو معاشی، قانونی اور سماجی انصاف مہیا نہ کیا گیا تو یہ ملک، خدا نخواستہ خطرناک حالات کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہاں ایوان کے اندر بیٹھ کر ملکی حالات کی اصلاح کے لئے ، حکومت کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ہم مثبت انداز میں ' اور اگر ہمارے دوست چاہیں تو کسی بھی انداز میں، گفتگو کر سکتے ہیں لیکن جس انداز میں ایک صحافی نے ایک غیر ملک میں ' ایک دشمن ملک جا کر ملکی حالات کے بارے میں گفتگو کی ہے کہ ان کو اس میں کوئی ایک چیز بھی اچھی نظر نہیں آئی۔ یہ انداز قابل مذمت ہے میرے دوست اس سائیڈ پر نجم سیٹھی کی حمایت کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں' ان سے میں گزارش کروں گا کہ آج کے " اوصاف " کا حامد میر صاحب کا کالم " قلم کمان " ضرور پڑھیں اور دیکھیں کہ وہ آپ کی لیڈر بینظیر بھٹو صاحبہ کی نظر میں صحافی ہے یا ایک سازشی سیاستدان اور جس کے بارے میں بینظیر بھٹو صاحبہ نے ایک طیارے کے سفر کے دوران یہ تک کہا کہ نجم سیٹھی تم ایک سازشی سیاستدان ہو

صحافی نہیں ہو۔ اگر تمہارے اندر شرم ہے تو اس طیارے سے کود کر مر جاؤ۔ یہ اس کی اب حمایت کر رہے ہیں صرف نواز شریف کی مخالفت میں۔

(Interruption)

جناب ساجد میر ۔ جناب press liberty سے کون منکر ہے۔ اس کے بارے میں بھی جناب بلور صاحب نے بڑی وضاحت سے بتایا کہ press liberty, civil liberty کس حد تک ان پر عمل ہوتا رہا ہے ' کس حد تک وہ مقدس اور محفوظ رہی ہیں پیپلز پارٹی کے دور میں' کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے یہ دوست جو بہت ہی ایک "اصولی پارٹی" سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر دور میں جنہوں نے اصول پرستی کا جھنڈا بلند کیا ہے ' ماشاء اللہ ان کے بارے میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ تقسیم ہند سے پہلے ' قیام پاکستان سے پہلے ' ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ دو قومی نظریہ درست نہیں۔ ہندو اور مسلمان کو ایک ہندوستانی nation کے افراد سمجھنا چاہیئے لیکن پاکستان بننے کے بعد بالکل الٹی زقند لگاتے ہوئے اب ان کا موقف یہ ہے کہ پاکستان قومیتوں کا ملک ہے' اس میں کوئی شبہ نہیں۔ صوبوں کے مسائل اور قومیتوں کے مسائل حل ہونے چاہیئیں۔

(Interruption)

جناب ساجد میر ۔ لیکن میں نظریہ کی بات کر رہا ہوں۔ دو قومی نظریہ تو انہیں قبول نہیں تھا لیکن پانچ قومیتی نظریہ یا چھ قومیتی نظریہ اس کے یہ بڑے داعی ہیں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جس پارٹی نے اپنے national stands میں' اپنے political stands میں ایک یکسانیت کا ' ایک تسلسل کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے یہ الٹی زقند کیوں لگائی کہ ایک طرف دو قوموں کو ہندوستان کے اندر ماننے کے لئے تیار نہیں تھے اور پاکستان جو ہندوستان کے مقابلے میں ایک چھوٹا ملک ہے۔ اس میں کہتے ہیں کہ پانچ اور دس کتنی قومیں ہیں۔یہ ایک قوم ہے --- بات سنیں ! یہ جمہوریت کے داعی ہیں۔یہ اصولی لوگ ہیں---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔خواجہ صاحب آپ انہیں چھوڑ دیں۔

جناب ساجد میر ۔وہ اپنی بات زبردستی سناتے ہیں اور دوسروں کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ان کو پتا ہے۔ جب ان کا وقت ہوگا یہ باتیں کرتے ہیں۔ ہم خاموشی سے سنتے ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ ہم وہ باتیں کس طریقے سے سنتے ہیں۔ بہرحال یہ مجھے جتنا مرضی ڈسٹرب کرنے کی کوشش کریں۔

میں اپنے وقت کے مطابق جو گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں، خواہ اسے پسند کریں یا نہ کریں، انشاء اللہ میں وہ پیش کرتا رہوں گا۔

جناب والا! میں اس بات کا قائل ہوں کہ دینی حوالے سے بھی، سیاسی حوالے سے بھی ہمارے محترم نیازی صاحب نے کہا کہ ہم ایک قوم ہیں اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔نہیں، میں حقائق کو حقائق کے طور پر دیکھتا ہوں۔میں یہ جانتا ہوں کہ قومیتیوں اور صوبوں کے درمیان انصاف ضروری ہے لیکن سب سے پہلے انہیں ایک قوم ماننا ضروری ہے اس کے بعد ان کے اندر انصاف ضروری ہے۔ بڑا صوبہ چھوٹے صوبے کو نہ دبائے۔ چھوٹے صوبے بڑے صوبے کے خلاف جو جائز شکایت ہے، وہ پیش کریں اور اس کے ازالے کی بھرپور کوشش کریں۔ لیکن ناجائز گلے اور ناجائز شکایتوں کا کوئی جواز نہیں۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ چھوٹے صوبوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں۔حقوق سے بڑھ کر ان کو مراعات دی جائیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر چیز میں ایک نیشن کی نفی کرنا اپنے اوپر لازم کریں۔ اپنے صوبے کی بات کریں۔ اپنے علاقے کی بات کریں ہم اپنے ضلعے کی بات بھی کرتے ہیں۔ ہم اپنے شہر کی بات بھی کرتے ہیں تو ہمیں صوبے کی بات کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ کسی کو نہیں روکنا چاہیئے۔ صوبے کی بات کرنی چاہیئے لیکن اس انداز میں کہ ہم ایک قوم کا حصہ ہیں۔ہمیں ہمارا حق نہیں ملا، ہمیں ہمارا حق ملنا چاہیئے۔ اس انداز میں، مثبت انداز میں بات کی جائے۔وہ کسی کو دکھاتی نہیں ہے کسی کو تکلیف نہیں دیتی۔سب اسے سننے کے لئے تیار ہیں سب اسے ماننے کے لئے تیار ہیں۔جناب والا جہاں تک اس ملک کے مستقبل کا تعلق ہے۔ اگرچہ ہمارے یہ دوست یہ بات پسند کرتے ہیں کہ وہ اس کو darkest picture دیں اور darkest سے darkest رنگ میں اسے پیش کریں لیکن انشاء اللہ العزیز اس ملک کا مستقبل شاندار ہے سنہری ہے اور انشاء اللہ ہم سارے صوبے مل کر، سارے قبیلے سارے کنبے مل کر، جو اس ملک میں موجود ہیں سب مل کر اس کو سیاسی طور پر معاشی طور پر اخلاقی طور پر مستحکم بنائیں گے۔

جناب والا! آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا۔ حکومت نے اس ملک کی نظریاتی اساس اور جس مقصد کے لئے یہ بنا تھا۔اس کو پورا کرنے کے لئے بھی پندرہویں ترمیم کی صورت میں انتہائی اہم قدم اٹھایا۔ چونکہ اپوزیشن کی طرف سے ہر چیز کو ایک بلیک رنگ میں لیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں انہوں نے یہ کہا کہ یہ بھی اپنے اقتدار کی حفاظت کے لئے، اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے کیا گیا ہے۔ حالانکہ پاکستان بناتے ہوئے جس نعرے نے مسلمانان ہند کو اپنی طرف متوجہ کیا اور جس کی وجہ سے وہ کشاں کشاں مسلم لیگ کے پرچم تلے آئے۔وہ یہی تھا کہ یہ ملک اسلام کی ایک تجربہ گاہ ہوگا۔اس ملک میں اسلام کا نظام انصاف

، اسلام کا نظام قانون ، اسلام کا نظام معیشت ، اسلام کا نظام اخلاق قائم کیا جائے گا۔ جناب پندرھویں ترمیم انتہائی مستحسن قدم ہے لیکن میں یہاں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ جو اقدامات معاشرے کو اخلاقی طور پر بہتر بنانے کے لئے ، دینی اقدار کے قریب تر لانے کے لئے اس ترمیم کے بغیر اور اس کے بعد ہو سکتے ہیں۔ ان سے حکومت کیوں گریز کرتی ہے۔ اس سے انہیں گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ میں پریس میں بھی کہہ چکا ہوں کہ ذرائع ابلاغ کی پالیسی گزشتہ دور کی اور موجودہ دور کی دیکھی جائے تو اس میں ذرہ برابر فرق نظر نہیں آتا۔ یہ ضرور ہے کہ خرابی گھٹنے کی بجائے بڑھی ہے۔

میرے علم میں یہ بات ہے کہ نواز شریف صاحب نے برسر اقتدار آنے کے بعد ایک سے زیادہ مرتبہ ٹی وی کے ارباب اقتدار کی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اس کے قبلے کو درست کریں۔ ان کے کہنے کا چند دن تک اثر ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر حالات ایک بدتر ڈگر پر چلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کے قبلے کو درست کیا جائے۔ ملک کی نظریاتی اساس سے ٹکرانے والے جو پروگرام ہیں، جیسے کہ صدر مملکت نے بھی اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا ہے۔ تجارتی مقابلے کی آڑ میں یا لوگوں کو دوسرے چینلز سے بچانے کی کوشش کی آڑ میں ایسے پروگرام نشر نہ کیے جائیں جو کہ ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف ہیں اور ہماری معاشرتی اقدار کے خلاف ہیں۔ معاشرتی اقدار کی بات کرتے ہوئے میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہو چکا ہے کہ جہاں اسلامی حوالے سے کوئی چیز ہمیں suit کرتی ہے۔ وہاں تو ہمارے یہ محترم دانشور حضرات اور پتا نہیں جو پڑھے لکھے حضرات ہیں وہ خوب اسلامی حوالے دیتے ہیں۔ I was rather amused and I was happy, to see Mr. Iqbal Haider quoting from the Bible, I mean quoting from the Quran and Islam. بہرحال I was happy to see him, quoting from the Bible, I mean. لیکن یہاں ہم اسلامی حوالے سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں جی کہ اسلام کو ایک طرف رکھو۔ اسلام اس ملک کی نظریاتی اساس نہیں ہے۔ اسلام کو ہر چیز میں مت گھسنے دو ، اسلام کو مت لے کر آؤ۔ ہمیں اپنے حالات کو اپنے طور پر اپنے تناظر میں دیکھنا چاہیئے۔ اسلام تو چودہ سو سال پہلے کی کوئی چیز ہے۔ جناب والا ، ہمارا صرف یہ یقین نہیں، صرف ہمارا یہ ایمان نہیں، شواہد کی بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام قیامت تک کے مسائل کے حل کے لئے ہے۔ وہ اساس مہیا کرتا ہے اس اساس پر ایک لچکدار رویہ بھی جہاں ضروری ہو وہاں رکھتا ہے۔ اس لچکدار رویے سے کام لے کر ہر زمانے میں اجتہاد سے کام لے کر اس زمانے کے حالات کو دیکھ کر ، لیکن نصوص وہ اپنی جگہ پر ، جو واضح احکام قرآن و سنت کے ہیں وہ غیر متبادل ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں۔ صرف ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد

کیا جا سکتا ہے ۔ اسی نقطہ نظر سے جس طرح میں ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کی بات کر رہا تھا۔ جناب والا، میں بھی کہوں گا کہ سود کی بندش میں بھی پندرہویں ترمیم کا پاس ہونا یا نہ ہونا کوئی آڑ نہیں بن سکتا ۔ یہ کیس اب عدالت عظمیٰ کے سامنے ہے ۔ اس کے شریعت بنچ کے سامنے ہے۔ حکومت کو عدالت عظمیٰ کے اس بنچ سے تعاون کرنا چاہیئے۔ ایسے وکیل وہاں پیش کرنے چاہئیں جو صحیح، درست دینی و اسلامی نقطہ نظر پیش کریں۔ اس سلسلے میں، میں یہ تجویز کروں گا کہ صرف علماء یا صرف معیشت دان الگ الگ کوئی جامع متبادل نظام قائم کرنے میں شاید کامیاب نہ ہوں۔ اس لئے میں یہ تجویز کروں گا کہ بینکرز، معیشت دانوں اور علماء تینوں طبقوں پرمشتمل ایک کمیشن قائم کیا جائے اور کمیشن سود کا متبادل جامع نظام وضع کرے۔

(مداخلت)

جناب ساجد میر۔ میں جناب ختم کرنے والا تھا لیکن ان کا رویہ انتہائی غیر اصولی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ مسٹر صاحب، پچیس منٹ ہوئے ہیں ۔ ابھی وقت رہتا ہے۔ تشریف رکھیں، تشریف رکھیں۔

جناب ساجد میر۔ یہ لوگ نہ ہی چیئر کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ میں اس وقت تک بولتا رہوں گا جب تک میرا وقت ہے۔ اب میں بات کر کے ہی بیٹھوں گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ملک میں جمہوریت کا فروغ چاہتے ہیں۔ انہیں لازماً دوسروں کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کرنا ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوری کلچر پروان چڑھے۔ یہ ملک مستحکم ہو لیکن یہ منفی رویے اپوزیشن کے جو اسمبلی اور اسمبلی سے باہر ہیں ۔ جناب بات سے بات نکلتی ہے۔ اب تو میں اس طرح ختم نہیں کروں گا۔

جہانتک احتساب کا تعلق ہے ۔ جہانتک احتساب کا تعلق ہے بڑی اچھی یہ روایت پڑی ہے ۔ ملک میں بڑے چوروں کا احتساب کرنے کی۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بیٹھیئے جناب شکریہ۔

جناب ساجد میر ۔ یہ ملک میں anarchy لانا چاہتے ہیں۔ چھوٹے مجرم کو سزا دی جائے اور بڑے مجرم کو چھوڑ دیا جائے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے ۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ جناب آپ کا۔ آپ کا ٹائم ختم ہوا ۔ پروفیسر صاحب۔ اب آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ ابھی آپ بھی اس میں نہ آ جائیں، ٹائم ختم ہو گیا ہے ۔ملک عبدالرؤف صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اچھا آپ فرمائیے کیا فرما رہے ہیں؟

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب والا! میں نے point of order اٹھا دیا اور میں نے کہا کہ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔ آپ کورم کو پورا کریں پھر ہاؤس چلائیں ۔اب آپ کس رول کے تحت ہاؤس چلا رہے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ نہیں، کیا آپ کورم کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں یا-----

جناب محمد زاہد خان ۔ جی میں دس منٹ پہلے آپ کو کورم کی نشاندہی کر چکا ہوں ۔آپ رول کے بغیر ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔ آپ پہلے سن تو لیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں ۔آپ سنتے نہیں ہیں اور آپ بغیر کسی طریقے کے ہاؤس چلا رہے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ دیکھیں! آپ کی یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے ۔آپ نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب۔ وہ ایک بول رہے ہیں تو ابھی آپ تو بیٹھ جائیں جی۔

جناب محمد زاہد خان ۔ ابھی آپ کے پاس کورم پورا نہیں ہے تو پھر آپ ہاؤس کو کیسے چلا رہے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے کورم کی بات کی ہے ۔

So the House is adjourned to meet again tomorrow on 12th May at 10.am.

[The House was then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Wedensday, 12th May, 1999 at 10.00 A.M]